رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷
REGD NO P 67

جلد ۱۱ || ۲۹ امان ۱۳۴۱ ہش ۲۲ شوال ۱۳۸۱ھ ۲۹ مارچ ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۴ مارچ (بوقت ۹ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ کل حضور حسب معمول سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے۔

احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۲۳ مارچ بعد جمعۃ المبارک ۴ ½ بجے سہ پہر تعلیم الاسلام کالج کے ہال میں جماعت احمدیہ کی تنتالیسویں مجلس مشاورت عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ شروع ہوگئی۔ افتتاحی اجلاس میں صدارت کے فرائض حضرت اقدس کی ہدایت پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے ادا فرمائے افتتاحی اجلاس میں ۲۴۸ جماعتوں کے ۵۲۴ نمائندگان نے شرکت کی۔

قادیان ۲۷ مارچ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

سروودے لیڈر شری کانتے جی آپٹے کی قادیان میں تشریف آوری

اسلام و احمدیت کی پُرکشش عالمگیر تعلیمات کا تذکرہ — اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

قادیان ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء بھودان تحریک کے مشہور لیڈر آچاریہ ونوبا بھاوے کے ساتھی سروودے لیڈر شری کانتے جی آپٹے اپنے دورے کے سلسلہ میں آج جب قادیان تشریف لائے تو جماعت احمدیہ کے مقامات مقدسہ کی زیارت اور احباب جماعت سے ملاقات کی خاطر خصوصیت سے ۴ ½ بجے بعد نماز عصر احمدیہ محلہ میں تشریف لائے۔ تقریباً ۸۰ سالہ بوڑھے بزرگ شری کانتے جی اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ پہلے دفتر زیارت مقامات مقدسہ میں تشریف لے گئے جہاں محمود دفتر کے علاوہ مکرم جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال و قائمقام ناظر امور عامہ نے آپ کو قادیان کے مقدس مقامات اور احمدیہ جماعت کی نسبت معلومات بہم پہنچائیں۔ بعدہ آپ کو منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک، مقبرہ بہشتی کی زیارت کرائی گئی۔

مقامات مقدسہ کی زیارت کے بعد مقامی مہمان خانہ میں مقامی احباب کے ایک معقول مجمع کو شری کانتے جی نے خطاب کیا۔ جس میں آپ نے مرکز احمدیت قادیان کی مقدس بستی میں ظاہر ہونے والے موجودہ زمانہ کے روحانی مصلح کے حق میں خراج عقیدت کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ آج ساری دنیا انسانیت کے اعلیٰ مقام کو بھول گئی ہے۔ اور مادی اسباب پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ وہ دنیا جو انسانیت کے لحاظ سے ایک تھی آج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گئی ہے۔ آج دنیا کے دلوں پر شیطان نے قبضہ جما رکھا ہے۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ دلوں کو شیطان کے قبضہ سے چھڑایا جائے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں لائے گئے عظیم روحانی انقلاب کا عقیدتمندی سے ذکر کرتے ہوئے سروودے لیڈر نے کہا دنیا نے بگاڑ کا جو نقشہ نبی کریم صلعم کے زمانہ میں تھا وہی اب بھی نظر آ رہا ہے۔ اس وقت بھی دنیا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ آپ نے لوگوں کے دلوں کی اصلاح کے ساتھ دنیا کے ان ٹکڑوں کو جوڑ دیا۔ اب بھی ضرورت ہے کہ دلوں کو جوڑا جائے۔ صحیح لائنوں پر انسانی قدروں کو روشن کرنے کے ساتھ دنیا کا رخ بدل سکتا ہے۔

آپ نے بتایا کہ میں ۱۷ سال کی عمر کا تھا کہ کالج چھوڑ کر گاندھی جی کے قدموں میں آ گیا اور آپ کی ہدایت کے مطابق کام کرتا رہا اور اب ونوبا جی کے ساتھ اور عرصہ ۱½ سال سے انہیں کی ہدایت کے ماتحت پنجاب میں گھوم رہا ہوں جبکہ ونوبا جی آسام کی پہاڑیوں میں امن اتحاد اور ہندو مسلم ایکتا کا نعرہ بلند کر رہے ہیں اور بھودان تحریک کے ساتھ خدمت بجا لا رہے ہیں۔

تقریر کے آخر میں آپ نے قادیان میں خاص طور پر احمدیہ مسلم اور احمدی مقدس مقامات میں آنے اور زیارت کرنے کی غرض بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں یہاں آپ کو کوئی پیغام دینے نہیں آیا۔ بلکہ میں تو آپ لوگوں سے اپنے لئے آشیرواد لینے آیا ہوں کہ جس کام کی خاطر میں اس علاقہ میں گھوم رہا ہوں مجھے اس میں کامیابی ہو۔ اس وقت زمانہ کی اصلاح کے لئے روحانی طاقتوں کی ضرورت ہے اور اس مقدس سرزمین میں ایک مہاپرش کی روحانی طاقت نے بڑی شکتی پیدا کی ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ لوگ دعا کریں کہ دنیا کے ٹوٹے ہوئے دل پھر مل جائیں اور انسانیت پھر زندہ ہو۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی دلنشیں تقریر
اور
اسلام و احمدیت کی عالمگیر تعلیمات کا خلاصہ

سروودے لیڈر کی مختصر مگر پُرمغز تقریر کے جواب میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بڑے ہی مؤثر رنگ میں اسلام و احمدیت سے روشناس کرایا اور مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی مخصوص تعلیمات کا دلنشیں انداز میں خلاصہ پیش کیا آپ نے کہا:-

بٹالے سے ہمارے ایک ہمسائے آئے تھے انہوں نے سنت صاحب کی ہمارے ضلع میں آمد کا ذکر کیا اور خصوصیت سے قادیان میں تشریف لانے کے اشتیاق کا تذکرہ کیا۔ ہمیں سنت جی کی اس جگہ تشریف آوری پر بہت خوشی ہوئی۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ جس مہاپرش کے نام سے آج قادیان کی بستی ساری دنیا میں شہرت حاصل کر چکی ہے اس نے اس پُرآشوب زمانہ میں دنیا کو یہی تعلیم دی کہ اپنے اندر کو پاک کرو، برائیوں کو دور کرو، اور تمام لوگوں سے سچی ہمدردی کا نمونہ دکھاؤ۔

آپ نے کہا حضرت صاحب کوئی نیا مذہب دینے نہیں آئے تھے بلکہ جو تعلیم آج سے ۱۴ سو سال پہلے عرب میں حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی زمانہ میں اسی کو دوبارہ زندہ کرنے کی بڑی ضرورت تھی۔ آپ نے اسی پُرامن تعلیم کو زندہ کیا۔

آپ نے بتایا اسلام کے مذہب میں دو بنیادی چیزیں ہیں:-

(۱) ایک تو بندے کا اپنے خدا سے تعلق ہو جائے۔

(۲) دوسرے یہ کہ دنیا کے اندر بسنے والی مخلوق کے ساتھ خواہ وہ عرب میں یا ایشیا میں یا کسی مغربی ملک میں بستے ہوں پھر کسی رنگ و نسل کے ہوں وہ سب ایک ہی درجہ رکھتے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی سب طاقتوں کو خدا کی مخلوق کی بہتری کے لئے خرچ کریں۔

اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ الخلق عیال اللہ کہ دنیا کی ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اس کو ساری مخلوق یکساں طور پر پیاری ہے۔ جس طرح گورے رنگ کے لوگ پیار کے لائق ہیں اسی طرح کالے رنگ کے حبشی بھی اسے پیارے ہیں۔ اگر تم اس کا پیار حاصل کرنا چاہتے ہو تو جو تم کو دھن دولت اور زمین ملی ہے تم اس کی مخلوق کی بہبودی کے لئے خرچ کرو۔

نظام وصیت سے مخلوق کی اعلیٰ خدمت

آپ نے کہا اسی پاک تعلیم کے مطابق حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ نے اس زمانہ میں وصیت کا نظام لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ ہر شخص اپنی آمد اور جائداد کا ۱/۱۰ حصہ کم سے کم اور ۱/۳ حصہ زیادہ سے زیادہ خدا کی راہ میں دے۔ اس سے جو آمد ہو اس سے دنیا میں ان نیک باتوں کا پرچار کیا جائے اور دنیا کے لوگ جو بیماریوں اور دیگر کئی قسم کی تکلیفوں میں مبتلا ہیں ان کی مدد ہو سکے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بتایا کہ اس [illegible] کرنے والے منافع نہ ہونگے ان کی زندگی جنتیوں والی زندگی ہوگی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے ایک مقبرہ میں بتایا کہ اس میں ایسے ہی لوگ دفن ہوتے ہیں جو ایسی ہی پاک زندگی گزارتے ہیں اور دھن دولت خدا کی راہ میں دیتے رہتے ہیں۔

اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ صاحب نے اعداد و شمار کے ذریعہ بتایا کہ دیہاتی علاقہ پر ا

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان میں یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تقریب

جلسہ میں ایمان افروز تقاریر

قادیان ۲۳ مارچ آج سے ۷۳ سال قبل ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جبکہ آپؑ نے بمقام لدھیانہ پہلی بیعت لی۔ اس مبارک دن کی یاد میں مرکز احمدیت قادیان میں ایک پُر وقار تقریب منائی گئی۔ آج جمعہ کا روز تھا جس سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں اس مبارک تقریب پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ اس کی یاد منانے کے لئے آج بعد نماز جمعہ باقاعدہ طور پر ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم لوگ رسوم کے قائل نہیں بلکہ احمدیت تو قائم ہی اس غرض سے ہوئی کہ وہ جملہ ایسی رسوم کا قلع قمع کرے جن کا اسلام میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن بعض ایسے اندر بعض خاص قسم کی یادیں رکھتے ہیں۔ جن کے پیش نظر باحول کے مطابق تصور میں خاص امور کی خاص توجہ پیدا ہوتی ہے یا اس کے مطابق مومنوں کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ اس مبارک دن کی [illegible] ہر احمدی کو اس کی گوناگوں ذمہ داریوں کی طرف دھیان دینے کا زیادہ موقع ہے۔ اور دین کی خدمت واشاعت کے لئے جو عزم اور ارادہ لے کر وہ اس پاک جماعت میں داخل ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لازم ہے کہ آخری دم تک نہ صرف اس پر قائم رہے بلکہ اُس [illegible] اخلاص اور قربانی کا قدم آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے۔ رہیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سبق دیا گیا ہے یہ سبق کسی صورت میں بھی ذہنوں سے محو نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ہمارے شب و روز کے اعمال اس کی تصدیق کریں اور ہمارا ہر قدم خدمت و قربانی میں ترقی پذیر ہو۔

پُر وقار جلسہ اور ایمان افروز تقاریر

مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز کے بعد لوکل انجمن احمدیہ کے اہتمام میں زیر صدارت جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم حافظ الدین صاحب نے [illegible] جس کے بعد [illegible] بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم سے

سخت شرکو دہر کی دیکھا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق پیشگوئیاں اور ان کے مطابق آپؑ کی آمد کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ جب بھی دنیا میں ضلالت اور گمراہی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کے لئے اس وقت اپنی قدیم سنت کے ماتحت انبیاء اور مامورین کو مبعوث فرماتا ہے۔ چنانچہ موجودہ دور ضلالت میں کیا عیسائی اور کیا ہندو اور کیا مسلمان اور کیا سکھ سب لوگ اپنے اپنے مذہب کی بیان کردہ پیشگوئیوں کے مطابق ایک موعود کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عین وقت پر دعویٰ کیا اور فرمایا سے

عین وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے موعود اقوام عالم کی آمد کے وقت کے مطابق حدیث شریف سے چاند گرہن سورج گرہن قرآن مجید سے وخسف القمر وجمع الشمس والقمر اسی طرح بھاگوت پران میں چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں جمع ہونے کی پیشگوئی اور اس کے ۱۸۹۴ء میں پورا ہونے کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اسی طرح آریہ مت میں مہدی کے [illegible] اور ماہدا النظر اور کلکی [illegible] شری گورو نانک [illegible] کی پیشگوئی میں پر کتہ بشارتیں ظاہر ہونے [illegible] تفصیل بیان کی اور [illegible] قدون نامی گاؤں کو اس موعود کا مقام بیان کیا گیا [illegible] اور حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی میں خود اس کا نام [illegible] احمد بتایا گیا ہے۔ آخر میں اس موعود کے کام کا ذکر کرتے ہوئے مقرر نے بتایا کہ احادیث میں اس کا کام کسر صلیب اور قتل خنزیر یعنی عیسائیت کا ابطال اور خنزیری صفات لوگوں [illegible] اس موعود کی دعاؤں کے ذریعہ ہلاکت بیان کیا گیا ہے۔ [illegible] وقت پر [illegible] سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت [illegible] اور

آپؑ کے معجزات

دوسرے نمبر پر مکرم [illegible]

صاحب فاضل نے مندرجہ بالا عنوان پر تقریر کی۔ اور آیت قرآنی سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم الخ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات و معجزات کا دائرۂ وسعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لواحقین سے لے کر دور دراز علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح آپؐ کے ظل کامل یعنی مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشانات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے۔ ان نشانات صداقت کے ضمن میں فاضل مقرر نے ۱۸۹۴ء کے چاند اور سورج کو گرہن لگنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام قحان ان نقان وتعرف بین الناس کے پورا ہونے کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور بتایا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدا نے آپ کو بالکل ابتدائی زمانہ میں ایک مختصر سے جامع فقرہ میں عظیم الشان ترقی اور شہرت کی خبر دی۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ وقت آتا ہے جب آپ کی غیر معمولی اعانت کے سامان کر دیئے جائیں گے۔ اور آپ کی شہرت لوگوں میں پھیل جائے گی۔ چنانچہ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے مخلص افراد کی فعال جماعت عطا کی جو اپنے مالوں جانوں اور اوقات کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے اور خدمت دین کے اُس کام کے لئے جس کے پیش نظر آپؑ کی بعثت عمل میں آئی پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ پھر مخالفین کی شدید مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کامیابی دی اور آپکا نام دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا۔ یہ سب آپؑ کی صداقت کے روشن اور ناقابل تردید نشان ہیں۔

دوسرے نمبر پر آپؑ کے معجزات کا ذکر کرتے ہوئے مقرر نے حضور علیہ السلام ہی کے بیان فرمودہ چار معجزات (۱) قرآن شریف کے ظل کے طور پر عربی فصاحت و بلاغت کا معجزہ (۲) قرآن کریم کے حقائق و معارف [illegible] اعجازی طاقت (۳) کثرت قبولیت دعا [illegible] نشان جس میں آپ کا کوئی شخص مقابلہ نہ کر سکا (۴) آپؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کردہ امور غیبیہ کے نشانات جن میں [illegible] ایک ایک بڑا عظیم معجزہ ہے کا تفصیل سے ذکر کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور اس کا اثر موجودہ زمانہ پر

[illegible] بشیر صاحب [illegible] نے مندرجہ بالا عنوان پر تقریر [illegible] بتایا کہ تمام انبیاء [illegible] کا مرکزی [illegible] توحید الٰہی [illegible] ہے۔ اور یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا بھی ہے۔ موجودہ زمانہ میں

شرک خفی اکثر لوگوں کے قلوب میں گھر کر چکا تھا اور نہ صرف غیر مسلم ہی بلکہ مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات مثلاً صفت تکلم وغیرہ میں تعطل ماننے لگ گئے تھے اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کے خوف کی بجائے مادی اسباب پر بھروسہ اور اُن سے خوف کھانے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر اس قسم کے باطل عقائد کا دلائل قویہ سے قلع قمع فرما دیا۔ اور اگرچہ تمام انبیاء کی طرح آپ کی بھی مخالفت ہوئی مگر آہستہ آہستہ احمدیت کی ترقی کے ساتھ دنیا پر توحید کی اصل حقیقت واضح ہوتی چلی جا رہی ہے جس کا ثبوت مختلف اوقات میں متعدد اخبارات ورسائل میں شائع ہونے والے مخالفین کے مضامین اور بیانات سے ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ آپؑ کی زبانی

چوتھے نمبر پر مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی فاضل نے مندرجہ بالا عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے تقریر کے آغاز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف دعاوی کا اجمالی طور پر ذکر کیا بعد میں ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی تصنیف لیکچر سیالکوٹ سے ہندوؤں کیلئے کرشن ثانی مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح اور مہدی کے دعاوی کے متعلق اقتباس سنایا پھر کشتی نوح میں سے مریم اور ابن مریم ہونے اور ایک غلطی کے ازالہ میں سے بروزی نبوت نزول المسیح میں سے مہدی کے دعوے کے متعلق اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اور آخر میں حقیقۃ الوحی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ کمال حاصل کرتے ہوئے امتی نبی کا نام پانے کے دعوے کا ذکر کیا۔

صدارتی تقریر

آخر میں صاحب صدر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کثرت قبولیت دعا کے نشان کا ذکر کرتے ہوئے افریقہ میں احمدی مبلغین کی طرف سے قبولیت دعا کے چیلنج کے مقابلہ میں امریکن پادری ڈاکٹر بلی گراہم کے فرار کا تفصیل سے ذکر کیا اور اسی ضمن میں لدھیانہ کے ایک سکھ دوست کا ذکر فرمایا کہ کس طرح محض دعاؤں کی برکت سے ہمارے ان کے ایک لڑکے کی اصلاح ہو گئی۔ آخر میں آپ نے جماعت احمدیہ کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو عہد بیعت پر زیادہ پختگی سے عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ مکرم حاجی محمد دین صاحب تہالوی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ اور دعا کے بعد یہ مبارک تقریب چار بجے شام کے قریب اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

[illegible] صاحب سیکرٹری تبلیغ [illegible]

[illegible] بشیر احمد صاحب نائب [illegible]

قادیان

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے

(کہ)

تم اپنے فرائض کو پوری طرح ادا کرو اور قربانیوں میں استقلال دکھلاؤ

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کی سنت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ہی

اتار چڑھاؤ کے زمانے آتے رہتے ہیں

خصوصاً الٰہی جماعتوں کی ابتداء میں ایسے زمانے کثرت سے آتے ہیں اور بعض دفعہ تو ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ دنیا سمجھتی ہے۔ یہ جماعت ختم ہو گئی لیکن پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان فتنوں کے مٹانے کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں اور لوگ حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ لوگ تو تباہی کے گڑھے پر کھڑے تھے۔ مگر اب تو بالکل امن کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کی ساری تاریخ اس بات پر شاہد ہے بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی ساری تاریخ بھی اس پر شاہد ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو مخالفت کے لحاظ سے وہ وقت کیسا خطرناک تھا۔ پھر جب صحابہ کی جماعت بڑھنی شروع ہوئی اور نبوت کے چوتھے سال ہجرت حبشہ ہوئی تو وہ کیسا خطرناک وقت تھا پھر وہ کیسا خطرناک وقت تھا جب مدینہ کی طرف ہجرت اولیٰ ہوئی جس میں کچھ صحابہؓ مکہ کے مشرکین کے ظلم و ستم سے تنگ آکر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ پھر وہ کیسا خطرناک وقت تھا جب آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو

مکہ کی ایک چھوٹی سی وادی میں

محصور ہونا پڑا۔ اور مکہ کے رہنے والوں کی طرف سے آپ کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اس وقت کی مشکلات ایسی تھیں کہ اُن کی تاب نہ لا کر حضرت خدیجہؓ اور آپ کے چچا حضرت ابو طالب فوت ہو گئے جس کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ ہوا پھر وہ کیسا خطرناک وقت تھا جب آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ پھر جنگ بدر کا وقت کیسا خطرناک تھا جنگ احد کا وقت کیسا خطرناک تھا۔

جنگِ احزاب کا وقت

کیسا خطرناک تھا۔ پھر وہ کیسا خطرناک وقت تھا جب رومی فوج مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئی۔ پھر ارتداد کا وقت آیا تو وہ کیسا خطرناک تھا۔ غرض ہر وقت ایسا تھا جب لوگوں نے یہ سمجھا کہ اب یہ جماعت ختم ہو گئی۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہر خطرہ کے بعد اسلام کو اور زیادہ عروج بخشا۔ اسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا تو آپ کو ماننے والے صرف چند آدمی تھے مگر اس کے بعد آتھم کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہوا تو لوگوں پر ایک ابتلا آیا اور انہوں نے سمجھا کہ آپ کی پیشگوئی اپنے ظاہری الفاظ کے لحاظ سے پوری نہیں ہوئی۔ پھر لیکھرام سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ تو آپ کی پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی مگر ہندوؤں میں آپ کے خلاف جوش پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے آپ کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے فتووں کا وقت آیا تو جماعت پر ایک ابتلاء آیا۔ پھر ڈاکٹر عبدالحکیم کے ارتداد کا وقت آیا تو جماعت پر ابتلاء آیا۔ غرض مختلف اوقات میں ایسے زور سے شورشیں اُٹھیں کہ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ اب یہ لوگ ختم ہو گئے لیکن خدا تعالیٰ نے ان سب فتنوں کو مٹانے کے سامان پیدا کر دیئے اور وہ فتنے بجائے جماعت کو تباہ کرنے کے اُس کی ترقی اور عزت کا موجب بن گئے۔ اسی طرح اب ہو رہا ہے۔ تم دیکھ لو کہ کس کس رنگ میں جماعت کے خلاف شورشیں اُٹھیں۔ فساد ہوئے اور کس طرح لوگوں نے سمجھ لیا کہ اب احمدیت مٹ جائے گی اور برباد ہو جائے گی۔ بجائے مٹنے کے جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بھی زیادہ ترقی کر گئی جس طرح جنگِ احزاب کے موقعہ پر منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ مسلمانوں کو پاخانہ پھرنے کے لئے تو کوئی جگہ نہیں ملتی لیکن دنیا میں جیتنے اور اس کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارے متعلق بھی بعض ایسے لوگوں نے جن کو طعنے دینے میں مزا آسکتا تھا عجیب و غریب باتیں پھیلائیں اور انہوں نے ہمیں طعنے دینے شروع کر دیئے مگر آخر انہیں شرمندہ ہونا پڑا اور جماعت کو پہلے سے بھی زیادہ ثبات حاصل ہو گیا۔

غرض سچائی کی ہمیشہ مخالفت ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی

سچائی کے معنے ہی یہ ہیں

کہ لوگوں کے خیالات کے خلاف بات پیش کی جائے اور جب کسی زمانہ یا ملک یا قوم کے خیالات کے خلاف بات پیش کی جائے گی تو لازماً وہ بات اُنہیں بُری لگے گی۔ ہم امریکہ میں جاتے ہیں تو وہاں جا کر بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جن کو تم اپنا خدا سمجھتے ہو وفات پا چکے ہیں۔ وہ انسان تھے اور سرینگر میں آپ کی قبر ہے ہم وہاں جا کر بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اب عیسائیوں کو مسلمان ہو جانا چاہیئے ہم انگلستان جاتے ہیں تو وہاں بھی یہی کہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں اُن کا مخالفت کرنا ایک لازمی امر ہے۔ میں جب انگلستان گیا تو ہماری طرف سے اسلام کی تائید میں کچھ لٹریچر شائع کیا گیا اور جماعت کے دوستوں نے ایک جگہ جہاں سینٹ پیٹر کا گرجا تھا اسے تقسیم کیا۔ اُس گرجا میں لارڈ اور نواب ہی آتے ہیں۔ جب لٹریچر تقسیم کیا گیا تو بعض لارڈ اور نواب ایسے تھے جنہوں نے آستینیں چڑھا لیں اور لڑنے کے لئے تیار ہو گئے حالانکہ عیسائی خود ساری دنیا میں

عیسائیت کی تبلیغ

کرتے ہیں۔ اگر ہم نے اُنکے گرجا کے سامنے اپنا لٹریچر تقسیم کر دیا تو کیا اندھیر ہو گیا لیکن وہ لوگ جوش میں آگئے اور اس بات کو برداشت نہ کر سکے کہ ہم ان کے ملک میں اسلام کی تبلیغ کریں۔ دراصل

جہاں تک کمزور انسانی فطرت کا تعلق ہے یہ لازمی بات ہے کہ ہماری ہر جگہ مخالفت ہو گی اور جہاں تک عادل حکومت کا سوال ہے ہو سکتا ہے کہ بعض جگہ ایسے افسر ہوں جو کہیں کہ ہم تم سے بے انصافی نہیں ہونے دیں گے اور ایسے مقامات جہاں ہم

قلیل تعداد میں ہیں

وہاں لوگ ہمیں اپنے خیال میں ایک مچھر یا مکھی کی مانند سمجھتے ہیں جس طرح ایک مچھر یا ایک مکھی مکان کے اندر آتی ہے تو کوئی فلٹ استعمال نہیں کرتا لیکن جب وہی مچھر اور مکھیاں بڑی تعداد میں جمع ہو جاتی ہیں تو لوگ ان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں سچائی کمزور ہوتی ہے وہاں لوگ سچ کے حامیوں کو مکھیاں تصور کرتے ہیں اور ان کی مخالفت نہیں کرتے لیکن جہاں ہماری جماعت بڑھ جائے گی۔ وہاں لازماً ہماری مخالفت ہو گی۔ اگر امریکہ میں ہماری جماعت کے خلاف اس وقت کوئی شورش نہیں تو

اس کے یہ معنی نہیں

کہ وہ ہمیں برداشت کر رہے ہیں بلکہ وہ ہمارے خلاف اس لئے شورش برپا نہیں کرتے کہ وہ سمجھتے ہیں بوجہ قلیل التعداد ہونے کے ہم ان کے لئے کسی خطرہ کا موجب نہیں ورنہ وہ حبشی لوگوں کے خلاف کیوں شورش کرتے ہیں۔ حبشیوں کو وہاں کیوں مار پیٹ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ حبشی تعداد میں زیادہ ہیں۔ اور امریکن لوگ ان سے ڈرتے ہیں۔ لیکن احمدی تھوڑے ہیں۔ اس لئے وہ ہمیں کسی خطرہ کا موجب نہیں سمجھتے۔ وہ ہمیں ہنسی اور مذاق سمجھتے ہیں۔ ورنہ جب ہماری جماعت بڑھ گئی۔ تو لازماً وہاں بھی ہماری مخالفت ہو گی۔ . . . .

۔۔۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت قائم ہوئی ہے۔ تو انسان بیشک کہیں کہ ہم اسے ختم کر دیں گے۔ لیکن وہ اسے کبھی ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جس چیز کے متعلق خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ بڑھے وہ بڑھ کر رہتی ہے۔ صرف

دیکھنے والی بات یہ ہے

کہ کیا ہماری نیتیں خدا تعالیٰ کی نیت سے مل گئی ہیں۔ دنیا میں تغیر تبھی پیدا ہوتا ہے جب انسان کی نیت خدا تعالیٰ کی نیت سے مل جائے۔ لیکن ہماری طرف سے اس بارہ میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے۔ میں نے بالعموم دیکھا ہے کہ جب خطرہ پیدا ہو جماعت بیدار ہو جاتی ہے۔ اور جب امن قائم ہو جائے۔ تو بیٹھ جاتی ہے۔ حالانکہ اگر امن اور خطرہ دونوں حالتوں میں جوش قائم رہے تب ہی کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔ اگر جماعت امن میں بیٹھ جاتی ہے اور خطرہ پیدا ہو تو بیدار ہو جاتی ہے

تو ہماری کامیابی میں دیر لگ جائے گی۔ کیونکہ اگر ہم سوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ہمارے لئے جاگتا ہے تب بھی ہمیں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ہم جاگتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو ہماری کمزوریوں کی وجہ سے ہماری طرف توجہ نہیں۔ تب بھی ہمیں کامیابی نہیں ہو سکتی ہماری کامیابی تبھی ہوگی۔ جب نیک اعمال کو دیکھتے ہوئے

خدا تعالیٰ ابھی فیصلہ کرے

کہ اس نے ہمیں کامیاب کرنا ہے اور ہم بھی بیدار اور ہوشیار ہوں اور اپنے فرائض کو ادا کرنے والے ہوں۔ پس اپنے اندر بیداری پیدا کرو۔ اور قربانیوں میں ایسا استقلال دکھاؤ کہ خدا تعالیٰ کے سامنے تم یہ کہہ سکو کہ ہم نے جہاں قدم مارا تھا اس سے پیچھے نہیں ہٹے بلکہ آگے بڑھے ہیں۔ دنوں کو بدلنا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جب ہم ہر قدم آگے بڑھاتے چلے جائیں گے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے نازل ہوں گے اور اس کی نصرت ہمیں نازل ہوگی۔ جو ہمیں کامیاب و کامران کرے گی۔ عیسائیت کو دیکھو تین سو سال تک عیسائیوں نے مصائب اور تکالیف برداشت کیں۔ آخر تین سو سال کے بعد ایک بادشاہ کے دل پر فرشتہ کا نزول ہوا۔ اور وہ عیسائی ہو گیا۔ بادشاہ عیسائی ہوا تو اس ملک کے سب لوگ عیسائی ہو گئے اور ایک دو سال میں سارے یورپ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ تمہاری تبلیغ کیا ہے۔ تم کبھی یہاں تبلیغ کرتے ہو اور کبھی وہاں تبلیغ کرتے ہو۔ یہ تو صرف جھنڈا گاڑنے والی بات ہے۔ جھنڈا گاڑنا

خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں

ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ جھنڈا گاڑنے پر آتا ہے تو یک دم لوگوں کے دلوں میں ایک بیداری کی لہر پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہدایت کی طرف توجہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ دیکھو تیرہ سو سال تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجدید کے لئے وعظ و نصیحت کرتے رہے لیکن لوگ ایمان نہ لائے۔ لیکن فتح مکہ کے بعد قبائل کے قبائل اسلام میں داخل ہو۔ مکہ فتح ہوئے۔ اور چند ماہ کے اندر اندر

عرب کی اکثریت

مسلمان ہو گئی

پس جب خدا تعالیٰ نے فیصلہ دینے پر آتا ہے تو وہ اس طرح حالات کو بدل دیتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ تم اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو۔ جس کے بعد خدا تعالیٰ کامیابی دیتا ہے۔ اس سے پہلے تم کسی کی تعریف پر نہ پھولو اور نہ کسی کی مخالفت سے گھبراؤ

میرے دعائیہ نوٹ پر دوستوں کا ردِ عمل

اور

دوستوں سے دُعا کی مزید درخواست

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

۲۲ر فروری ۱۹۶۲ء کے الفضل[1] میں میرا ایک دعائیہ نوٹ زیر عنوان "کچھ اپنے متعلق" چھپا تھا اس نوٹ میں میں نے نیک انجام کے علاوہ اس دعا کی درخواست بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و کرم سے اس گروہ میں شامل کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی بشارت کے مطابق قیامت کے دن حساب و کتاب کے بغیر بخشا جائے گا۔ یہ نوٹ میں نے کافی تکلیف اور گھبراہٹ کی حالت میں لکھا تھا اور مجھے بہت خوشی ہوئی اور میرا دل شکر و امتنان کے جذبات سے بھر گیا کہ دوستوں میں میرے اس نوٹ کی وجہ سے دعا کی خاص تحریک پیدا ہوئی۔ اور جماعت کے مخلصین نے مجھے اپنی درد و سوز کی دعاؤں سے نوازا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے رمضان کی آخری دعا میں یوں محسوس کیا کہ گویا میرے دل و دماغ کا بوجھ اٹھتا جا رہا ہے اور اس کے بعد سے میں کافی حد تک اپنے جسم کی کمزوری اور دل کی بے چینی میں کمی محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں اور بہنوں کو بہترین جزا دے اور انہیں اپنے فضل و رحمت سے حصہ وافر عطا کرے جنہوں نے اپنی دردمندانہ دعاؤں سے میری نصرت فرمائی۔ میں بھی اس رمضان میں سب دوستوں کے لئے عموماً اور ان دوستوں کے لئے خصوصاً دعا کرتا رہا ہوں جو رمضان کے ایام میں مجھے تاروں اور خطوں کے ذریعہ دعا کے واسطے لکھتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی پریشانی دور کرے۔ سب کی مشکلات کے حل کا رستہ کھولے۔ سب کو اپنی جناب و دنیا کے مقاصد میں کامیابی سے نوازے اور سب کو حسنات دارین سے متمتع فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے گو مجھے خدا کے فضل سے جسمانی کمزوری کے لحاظ سے بھی کچھ افاقہ ہے۔ اور طبیعت کی بے چینی اور گھبراہٹ میں بھی نسبتاً کمی ہے مگر ابھی پورا افاقہ نہیں ہے کیونکہ ابھی تک میری ٹانگوں میں کافی کمزوری ہے اور ایک بیمار انسان کی طرح بہت آہستہ آہستہ چلتا ہوں تو تھوڑا سا چلنے سے کافی کوفت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فکر کی بات پیش آنے پر طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور اعصابی بے چینی رہتی ہے۔ پس میں اپنے مخلص دوستوں اور بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جہاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور دوسرے احباب اور جماعت کے لئے دعائیں کرتے ہیں وہاں اس عاجز کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تا کہ بقیہ زندگی مفید کام اور خدمتِ دین میں گزرے اور انجام بخیر ہو۔

باقی میں نے جو اپنی دعائیہ تحریک میں لکھا تھا کہ دوست دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے قیامت کے دن اس گروہ میں شامل کرے جو رسول پاک کی بشارت کے مطابق حساب کتاب کے بغیر بخشا جائے گا۔ سو اس پر احباب جماعت میں اپنے اپنے رنگ میں مختلف قسم کا ردِ عمل ہوا ہے بعض نے اسے گھبراہٹ کا نتیجہ قرار دیا ہے اور بعض نے اسے کسر نفسی سمجھا ہے گھبراہٹ کا تو ممکن ہے کچھ دخل ہو مگر کسر نفسی ہرگز نہیں۔ کیونکہ میں نے اس دعا کی تحریک اپنے سارے حالات اور کمزوریوں کا جائزہ لینے کے بعد کی تھی اور وہ بالکل درست تھی۔ مجھ میں خدا کے فضل سے تکلف کی عادت نہیں بلکہ ہمیشہ صاف اور سیدھے طریق پر اپنے دل کی بات کہنے کا عادی ہوں اللہ تعالیٰ نے میرے حالات اور میری کمزوریوں کو جانتا ہے اور حق یہی ہے کہ اس کے فضل اور ستاری کے بغیر انسان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں لیکن جو دوست حسن ظنی کی بنا پر اس نکتہ کو نہیں سمجھ سکتا وہ کم از کم اصولی رنگ میں یہ بات تو ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام نے مغفرت اور نجات کی بنیاد انسان کے عمل پر نہیں رکھی بلکہ خدا کے فضل پر رکھی ہے۔ پس اگر میں خدا کے فضل اور رحمت اور اس کی ستاری اور مغفرت کا طالب ہو کر حساب کتاب کے بغیر بخشش پانے کی تڑپ رکھتا ہوں تو اس پر ہمارے دوست تعجب کیوں کرتے ہیں؟ حق یہ ہے کہ اگر میرے اندر کوئی نیکی ہے اور مجھے کسی خدمت کی توفیق ملی ہے تو وہ محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اور حضور کے پاک ورثہ کی طفیل ہے اور اس کے مقابل پر میری کمزوریاں یقیناً میرے اپنے نفس کی طرف سے ہیں۔ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ واللہ علی ما اقول شہید ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم الرحیم۔

راقم آثم

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد ربوہ
۱۵ر مارچ ۱۹۶۲ء

دنیا میں ہمیشہ دو فریق

ہوتے ہیں نہ سب لوگ مخالف ہوتے ہیں اور نہ سب لوگ موافق ہوتے ہیں جو دوسروں کو جوش دلا دیتے ہیں۔ وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جاتے ہیں۔ یہ لوگ اس قابل نہیں ہوتے کہ ان پر ناراضگی کا اظہار کیا جائے۔ بلکہ اس قابل ہوتے ہیں کہ ان کے لئے دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے اور انہیں ہدایت دے تاکہ وہ برے کاموں سے نجات پا جائیں۔

(الفضل ۱۲/۳/۶۲)

صدقات

صدقہ و خیرات صرف روحانی بیماریوں کا ہی علاج نہیں۔ بلکہ جسمانی اور ظاہری بلیات و تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بڑا ذریعہ ہوتے ہیں۔ جو احباب صدقات یا خیرات بھجوانا چاہیں۔ وہ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرمائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

[1] حضرت ممدوح کا یہ نوٹ بدر ۱۹ اپریل میں نقل کیا گیا تھا۔ ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا علمِ کلام

تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۱ء

(۴)

قرآن میں ناسخ و منسوخ آیات

مسلمان کہلانے والے فرقوں میں سے اکثر فرقے صدہا سال سے ایک سخت غلطی میں مبتلا چلے آتے تھے کہ قرآن مجید کی بعض آیات ناسخ ہیں اور بعض منسوخ۔ منسوخ آیات کے احکام اس زمانہ میں واجب نہیں۔ ابو جعفر احمد بن اسمٰعیل النحوی مصری نے اپنی کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں علامہ جلال الدین السیوطی نے اپنی تفسیر "اتقان" میں اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی تفسیر "الفوز الکبیر" میں اس عقیدہ نسخ فی القرآن کی تفصیل کو بیان کیا ہے۔ بعض مفسرین پانچ صد آیات تک کی منسوخی کے اقراری ہیں۔ مگر علامہ جلال الدین السیوطی نے منسوخ آیات کی تعداد ۲۰ قرار دی ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بہت چھان بین کے بعد فرمایا

لَا یتعیّن النسخ علی ما حرّرت الا فی خمس مواضع (الفوز الکبیر)

کہ میرے بیان کے مطابق صرف پانچ آیات منسوخ ہیں۔

مزید برآں بعض اہل حدیث علماء نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر حدیث کو آیات قرآنیہ کا ناسخ قرار دے دیا ہے لطف یہ کہ اس عقیدۂ نسخ قرآن نے بڑے بڑے عالموں کے دل و دماغ پر قابو پا لیا تھا۔ حالانکہ عقیدۂ نسخ کی متذکرہ بالا صورتیں قرآن مجید کی اہمیت کو زائل کرنے والی ہیں۔ کیونکہ وہ کتاب جس کا ایک غیر معیّن حصہ منسوخ ہو اور ایک دوسرا حصہ ناسخ ہو۔ لوگ اُسے اطمینان کے ساتھ واجب العمل نہیں مان سکتے۔ اور نہ وہ تمام دُنیا کے لئے دائمی دستور العمل ہو سکتی ہے۔ نیز حقیقۃً خدا ایسا اختلاف خود صداقت قرآن پر ایک بدنما داغ تھا مفسرین کا آیات منسوخہ کی تعداد میں خود یہ اختلاف صاف بتا رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول نے منسوخ شدہ آیات کی نشان دہی نہیں فرمائی اگر خدا تعالےٰ نے یا خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ فلاں فلاں آیات منسوخ ہیں۔ تو نہ ان کی تعیین میں اختلاف ہوتا اور نہ ہی ان کی تعداد میں اختلاف ہوتا۔ پس یہ اختلاف خود اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ آیات کے نسخ کا عقیدہ بعد کی ایجاد ہے۔ ہر شخص نے اپنے اپنے علم کے مطابق جن آیات کو مشکل سمجھا۔ اور جو آیات دیگر آیات کے مخالف نظر آئیں اور جن آیات میں باہم تطبیق دینے کی توفیق حاصل نہ ہوئی اُس نے ایک حصہ آیات کو منسوخ اور دوسری آیات کو ناسخ قرار دے دیا۔ مگر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہر دو متذکرہ بالا نظریات نسخ کی پُرزور تردید فرمائی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ

"(الف) ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام و اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸)

نیز فرمایا:۔

(ب) "علماء نے مسامحت کی کہ جیسی احادیث کو بعض آیات قرآن کا ناسخ قرار دیا ہے ... لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔"

(الحق لدھیانہ صفحہ ۹۱)

حضور علیہ السلام اپنی جماعت کو قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(ج) "جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے کسی حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اُس کے لئے پکڑے نہ جاؤ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۳)

حیاتِ مسیح ناصری علیہ السلام

مسلمانوں میں عیسائیوں کے غلط عقائد سے متاثر ہو کر یہ عقیدہ رائج ہو گیا تھا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سنت انبیاء کے مطابق فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ واقعہ صلیب کے وقت اسی ناسوتی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے اور اب تک زندہ ہیں اور اس زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس غلط عقیدہ کی آڑ لے کر عیسائی مسلمانوں پر حملہ آور تھے۔ کہ جب ابن مریم سب انبیاء سے افضل و برتر ہے اور خدا کا بیٹا ہے۔ جب اُس نے ہی دوبارہ آنا ہے تو تمہیں ابھی سے عیسائی ہو جانا چاہیئے۔ اور اس عقیدہ سے فائدہ اُٹھا کر اُنہوں نے مسلمانوں کے ایک طبقہ کو اسلام سے برگشتہ کر کے عیسائیت میں داخل بھی کر لیا۔ اور حالت یہ تھی کہ مسلمان آگے آگے اور عیسائی اُن کے پیچھے پیچھے ہوتے تھے۔ مسلمانوں کے پاس عیسائیوں کے دلائل کا خاطر خواہ جواب موجود نہ تھا۔ ایسے حالات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ۱۸۹۱ء کو تجدید دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو اپنی بعثت کی ان الفاظ میں خبر دی۔ کہ

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وکان وعد اللہ مفعولا۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۸۶)

اس اعلامِ الٰہی کو پا کر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے حیات مسیح ناصری کے غلط عقیدہ کی دلائل عقلیہ و نقلیہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے تردید فرمائی۔ اور حضرت مسیح ناصری کی طبعی وفات کو ثابت کیا۔ اور بتایا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ صلیب کے حادثہ میں سے مسیح زندہ مگر بیہوشی کے عالم میں اُتارے گئے تھے) کے بعد حضرت مسیح اپنے ملک فلسطین سے ہجرت کر گئے اور مختلف ملکوں کی سیاحت کرتے ہوئے بالآخر کشمیر پہنچے یہود کے گمشدہ قبائل میں تبلیغ صداقت کرتے رہے۔ اور ۱۲۰ سال عمر پا کر وفات پائی اور سری نگر شہر کے محلہ خانیار میں آپ کا مزار موجود ہے۔ پس نہ مسیح صلیب پر مارے گئے اور نہ ہی وہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور نہ ہی اب زندہ ہیں اور نہ ہی آسمان سے نزول کریں گے۔ اور نہ ہی مردوں میں سے دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس آئیں گے یہ سب معتقدات خلاف قرآن و حدیث اور خلاف عقل و نقل اور خلاف بائیبل ہیں۔ اور بڑی دلیری سے آپ نے فرمایا

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اُس کو فرقاں سر بسر
اُس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

—✻—

عقیدہ وفات مسیح اور تردید عیسائیت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مسلمانوں اور اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی۔ کہ عیسائیت کی تردید و مقابلہ کے لئے حضرت مسیح ناصری کی وفات کے عقیدہ کو پیش کرو کہ اس روحانی حربہ کے نتیجہ میں ہی تمہیں عیسائیوں کے باطل طلسم کو توڑنے کا موقع مل سکے گا چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔ کہ

"تم اپنے تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں۔ پہلو بدل دو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی رُوئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں۔ کہ دوسرے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیزہ کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو۔ اور پُر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے۔ تو اُس دن تم سمجھ لو۔ کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک اُن کا خدا فوت نہ ہو اُن کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں اُن کے ساتھ عبث ہیں اُن کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے چونکہ خدا تعالےٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اُس نے مجھے بھیجا؟"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۲۱)

اعلان وفات مسیح کا دو طرفہ اثر

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات مسیح ناصری کے عقیدہ کا اعلان فرمایا۔ تو مسلمانوں اور عیسائیوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ کیونکہ وفات مسیح کا اعلان دونوں جماعتوں پر دو قسم کے مختلف اثرات پیدا کرتا تھا۔

اس عقیدہ کی اشاعت پر مسلمان علماء نے بانی سلسلہ احمدیہ پر کفر کے فتوے دیئے۔ اہلحدیث گروہ کے ایڈووکیٹ مولوی محمد حسین بٹالوی سارے ہندوستان میں گھوم کر علماء سے فتویٰ کفر حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں قاضی عبید اللہ صاحب مدراسی نے ۱۸۹۱ء میں یہ فتویٰ شائع کیا:۔

"ایسا اعتقادی شخص بشرط ثبوت عقل و عدم جنون بے شبہ کافر و مرتد و زندیق ہے۔ اور جس نے اس کی تابعداری کی وہ بھی مرتد ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے جسم سے

آسمان پر جانا اور وہاں زندہ رہنا پھر آخر زمانہ میں اترنا... ان امور میں سے ہے جن پر ایمان لانا واجب اور اس میں شک کرنا کفر و ارتداد ہے۔"

(فتویٰ در تکفیر منکر عروج جسمی و نزول عیسیٰ علیہ السلام)

دوسری طرف چونکہ عیسائیت کی ساری عمارت مسیح کی صلیبی موت اور پھر اس کی موت کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر جانے اور پھر آخری زمانہ میں دوبارہ نزول کے تائم تھی۔ اس لئے وفات مسیح کا اعلان اُن کی عمارت دھڑام سے گرا دینے والا بم تھا اس لئے اس میدان میں آپ کے علم کلام سے عیسائی پادری مرعوب ہونے لگے اور اُن کے لئے کوئی جائے فرار باقی نہ تھی چنانچہ ۱۸۹۳ء میں امرتسر میں آپ کا عیسائیوں سے جو پندرہ روزہ مناظرہ ہوا۔ جس میں آپ نے عیسائی معتقدات کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے یعنی کسر صلیب کا شاندار نمونہ لوگوں نے دیکھا۔ اس جنگ مقدس کا بھی ایک بہت بڑا اثر عیسائی دنیا پر پڑا عیسائیت کا بطلان اور اسلام کی شوکت و عظمت ابھر سامنے آنے لگی۔

چنانچہ ۱۸۹۴ء میں دنیا بھر کے پادریوں کی لندن میں ایک کانفرنس ہوئی۔ اُس میں لارڈ بشپ آف گلاسسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی کوٹ نے اپنی صدارتی تقریر میں اعتراف کیا:۔

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے...... یہ اُن بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بنا پر محمد (صلعم) کا مذہب ہماری نگاہ میں قابل تعریض مذہب ہے اس لئے اس جھوٹے پیغمبر (صلعم) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔ یہ جو یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں۔ بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔"

(دی آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس دی انگلیکن کمیونین ۱۸۹۴ء صفحہ ۶۴)

حیات مسیح ثابت کرنیوالے کے لئے بیس ہزار روپیہ انعام

مسلمان علماء کی مخالفت اور تکذیب و تکفیر کو دیکھ کر آپ نے اعلان فرمایا کہ:۔

"اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو۔ تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے۔ جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے۔ اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے۔ تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں سا اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔"

(کتاب البریہ)

مگر علماء میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ (آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ تو ایک طرف رہیں) کوئی وضعی حدیث بھی حیات مسیح کے بارہ میں آپ کے مقابل پر پیش کر کے یہ انعام حاصل کر لے۔

عقیدہ حیات مسیح سے عیسائیوں کی تائید

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس نازک دور میں علماء اور عام مسلمانوں پر عقیدہ حیات مسیح کی اہمیت واضح فرمائی۔ کہ اس عقیدہ سے عیسائیت کی تائید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام اور آنحضرت صلعم کی عظمت و عزت کی خاطر قرآن و حدیث کے پیش کردہ عقیدہ وفات مسیح کو ہی تسلیم کیا جائے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"غور کر کے دیکھو۔ کہ جنہیں لوگ خلاف قرآن و حدیث کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں تو پادریوں کو نکتہ چینی کا موقعہ ملتا ہے اور وہ جھٹ پٹ کہہ اُٹھتے ہیں کہ تمہارا پیغمبر مرگیا ہے اور معاذ اللہ وہ زمینی ہے۔ حضرت عیسیٰ زندہ آسمانی ہے اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے کہتے ہیں کہ وہ مُردہ ہے سوچ کے بتاؤ کہ وہ پیغمبر جو افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہے۔ ایسا اعتقاد کر کے اُنکی فضیلت اور عظمت کو یہ لوگ بٹہ نہیں لگاتے ؟ ضرور لگاتے ہیں۔ اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ پادریوں سے جس قدر توہین ان لوگوں نے اسلام کی کرائی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مُردہ کہلایا ہے۔ اُسی کی سزا میں یہ نحوست اور بدبختی ان کے شامل حال ہو رہی ہے۔"

(الحکم بحوالہ فیصلہ کن کتاب صفحہ ۳۵ مؤلفہ سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب)

اور حضور علیہ السلام کس درد بھرے دل کے ساتھ فرماتے ہیں ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را نداد ند ایں فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵)

کہ یہ مسلمان حضرت مسیح ناصری کو تو تا قیامت زندہ سمجھتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فضیلت نہیں دیتے اور اپنے اس قول و اعتقاد سے عیسائیوں کی مدد کر رہے ہیں۔ انہی غلط عقائد کی وجہ سے مسیح ناصری (جو در حقیقت فوت ہو چکے ہیں) کے پرستاروں کو اسلام کے مقابل پر جرأت و دلیری حاصل ہو گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل کے زمانہ پر ایک نظر کی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ پادریوں کی اسی جرأت و دلیری کے نتیجہ میں ہزاروں مسلمان اسلام سے برگشتہ ہو کر عیسائیت میں داخل ہو گئے تھے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مامورانہ اعلانات و پیشگوئیاں

جب مسلمان علماء نے نہ تو غلط عقیدہ حیات مسیح کو ترک کیا اور نہ ہی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے تحفظ کے لئے پادریوں کے مقابل پر کوئی اقدام کیا۔ بلکہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی تکذیب و تکفیر میں اور ترقی کرتے چلے گئے۔ تو ایک طرف پادریوں کو یوں للکارا:۔

"پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی۔ تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کے لئے مجھے بھیجا کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔ میں بے وقت نہیں آیا۔ میں اس وقت آیا ہوں جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اور کئی لاکھ مسلمان مرتد ہو کر خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے...... بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو۔ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا۔ اب وہ زمانہ آگیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربی، جس کو گالیاں دی گئیں۔ جس کے نام کی بے عزتی کی گئی جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے۔ اُس کے قبول کرنے میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا۔ اُس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۲)

تو دوسری طرف بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے مسلمان علماء اور عیسائی پادریوں کو جو حیات مسیح اور نزول مسیح کے قائل تھے متحدیانہ طور پر مخاطب کرتے ہوئے یہ پیشگوئی سنائی کہ

(ا) "ہر ایک مخالف یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا۔ اور مریگا مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا جسقدر مولوی اور ملاں ہیں۔ اور ہر ایک اہل عناد جو میرے مخالف کچھ لکھتا ہے وہ سب یاد رکھیں کہ اس امید سے وہ نامراد مرینگے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے دیکھو میں وہ ہرگز اُن کو اُترتے نہیں دیکھیں گے۔ یہاں تک کہ بیمار ہو کر زندہ کی حالت کو پہنچ جائیں گے۔ اور نہایت تلخی سے اس دنیا کو چھوڑ دیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں؟ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پوری نہیں ہوگی؟ ضرور پوری ہوگی۔ پھر اگر اُن کی اولاد ہوگی۔ تو وہ بھی یاد رکھیں کہ اسطرح وہ بھی نامراد مرینگے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اُترے گا اور اگر پھر اولاد کی اولاد ہوگی تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے اور کوئی اُن میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۷)

نیز فرمایا:۔

(ب) "یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان (باقی صفحہ پر)

آہ! حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از مکرم جناب بشیر الدین الہ دین صاحب سکنہ سکندر آباد دکن

ذیل کا مضمون مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب آف سکندر آباد نے ارسال فرمایا ہے۔ موصوف سیٹھ صاحب مرحوم کے بڑے داماد مکرم جناب فاضل الہ دین صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ مضمون نگار کا حضرت مرحوم سے رشتہ داری کا قریبی تعلق ہونے کے باعث بیان کردہ باتیں زیادہ پختہ اور معلومات افزا ہیں۔ (ادارہ)

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ جن کے نام سے جماعت کا ہر چھوٹا بڑا واقف ہے۔ ایک مختصر علالت کے بعد ۲۶ر جنوری ۱۹۶۲ء بروز پیر بعد نماز مغرب سات بجکر پانچ منٹ پر اس دنیائے فانی سے کوچ کر کے ایک دائمی دنیا میں منتقل ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت سیٹھ صاحبؓ نے تبلیغی کام میں جو جدت پیدا کی اور جس رنگ میں تبلیغی کام سرانجام دیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور نہ ہی اس وقت محتاج بیان ہے۔

اس وقت میں صرف آپ کی بیماری سے لے کر وفات تک کے حالات لکھ رہا ہوں۔ حضرت سیٹھ صاحبؓ کا کمرہ جس میں آپ سویا کرتے تھے ۱۰×۷ کا ہے۔ اس میں لکڑی کا ایک معمولی سا پلنگ ایک کرسی اور ایک کپڑے لٹکانے کی کھونٹی ہے اور ایک چھوٹا سا حمام بھی اسی کمرہ میں ہے آپ وضو وغیرہ یہیں فرمایا کرتے تھے۔

آپ نے ۲۵ر جنوری ۱۹۶۲ء یعنی بروز اتوار حسب معمول نماز فجر احمدیہ مسجد الہ دین بلڈنگ جو آپ کے کمرہ کے ساتھ ہی متصل ہے ادا کی۔ آپ اپنے آخری ایام میں بوجہ ضعیفی وکمزوری احمدیہ مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر ہی نماز ادا کرتے تھے اور ایک مخصوص کرسی مسجد میں رکھ دی گئی تھی۔ آپ ہمیشہ نمازوں سے آدھ گھنٹہ پہلے مسجد میں آ جایا کرتے اور ذکر الٰہی میں معروف رہتے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد قریباً پونے چھ بجے آپ کو آپ کے کمرہ میں لے جایا گیا اور آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ نماز فجر کے بعد کچھ دیر کے لئے اپنے کمرہ میں لیٹ جاتے اور لیٹنے سے پہلے افراد خاندان کے ساتھ اسی کمرہ میں اجتماعی دعا کرتے چنانچہ دعا کرانے کے بعد آپ لیٹ گئے اور سب افراد خاندان اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ آپ کے کمرہ سے دوسری طرف متصل بیٹھنے کا بڑا ہال ہے۔ آپ کے فرزند اکبر جناب سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب تقریباً تین سال سے وہیں سویا کرتے تھے کہ حضرت سیٹھ صاحبؓ کی معمولی سی آواز پر جو آپ ہاتھ سے لکڑی کی پارٹیشن پر مار کر کرتے تھے فوراً حاضر ہو جاتے۔ چنانچہ حضرت سیٹھ صاحبؓ کے سو جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد حضرت سیٹھ صاحبؓ نے اشارہ فرمایا۔ اور سیٹھ علی محمد صاحب الہ دین حاضر خدمت ہوئے۔ اس وقت تک سیٹھ صاحبؓ نے ایک پاخانہ کیا جو کسی قدر قبض سے آیا۔ اور آپ کا جسم پسینہ سے تر ہو گیا۔ اور اسی وقت سے ناک سرد ہو گئی۔ جناب سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب نے فوراً سب کو مکان میں اطلاع دے دی اور سب افراد خاندان جمع ہو گئے۔ آپؓ کے دوسرے فرزند سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب فوری طور پر آپ کے پرانے معالج ڈاکٹر دریانی صاحب جو ہومیوپیتھک کا علاج کرتے ہیں سے دوائی لے آئے اور وہ کھلا دی گئی۔ مگر آپ اپنے سینہ پر کچھ بار محسوس فرماتے رہے اور بے چینی بدستور جاری رہی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ شاید اگر آپ کو قے آ جائے تو طبیعت ہلکی ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ کے کہنے پر آپ کو ہال میں لے جایا گیا وہاں کبھی آپ بیٹھتے اور کبھی ٹہلنے لگتے۔ اس کے بعد ڈاکٹر نائن راؤ صاحب کو بلوایا گیا۔ بعد معائنہ انہوں نے دوائی دی جس کے پینے کے بعد آپ کو قے ہو گئی۔ اور سب نے سمجھا کہ اب آپ کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی مگر خدا تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ کو قے کا سلسلہ ہی شروع ہو گیا۔ اور ساتھ ہی پیٹ (STOMICH) کی ہچکی بھی شروع ہو گئی۔ حالت میں کوئی افاقہ نظر نہ آیا تب سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب نے رات کو گیارہ یا ساڑھے گیارہ کے قریب مولوی عبداللہ صاحب بی۔ ایس کو بلوا لیا تاکہ مشورہ کریں۔ مولوی عبداللہ صاحب تشریف لے آئے۔ حضرت سیٹھ صاحبؓ نے ان سے مصافحہ کیا۔ اور ان سے مختصر سی باتیں ہوئیں بعد میں ڈاکٹر لھومنا سے ٹیلیفون پر بات چیت ہوئی۔ اور اس کا تجویز کردہ نسخہ پلایا گیا۔ اگلے روز یعنی ۲۶ر جنوری کی صبح کو ڈاکٹر لھومنا کو بلوایا گیا۔ مگر وہ بھی ناامید ہو چکا تھا۔ خاکسار صبح یعنی ۲۶ر جنوری کو حضرت سیٹھ صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت سیٹھ صاحبؓ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ اٹھایا اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ انکم ٹیکس کے کیس کا کیا ہوا۔ میں نے اطمینان دلایا۔ چونکہ اس سے پہلے اس قسم کی شدید کمزوری مجھے حضرت سیٹھ صاحبؓ کی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اسلئے میں کچھ گھبرایا اور بہتر سمجھا کہ افراد جماعت اور مبلغ سلسلہ کو اطلاع دے دی جائے۔ چنانچہ چوہدری مبارک علی صاحب کو اور اسی طرح نائب امیر صاحب حیدرآباد کو بھی ٹیلیفون پر اطلاع دے دی گئی۔

اطلاع ملنے پر مولوی مبارک علی صاحب۔ نائب امیر صاحب حیدرآباد مولوی سراج الحق صاحب اور دیگر افراد جماعت تشریف لے آئے۔ ہر ایک سے حضرت سیٹھ صاحبؓ نے مصافحہ فرمایا اور اسی کے تعلق سے چند الفاظ کہے۔ چونکہ آپ کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ اس لئے بھی کہ آپؓ نے اپنے منہ سے چوکڑہ نکال دیا تھا اور کمزوری بہت تھی۔ گفتگو ٹھیک سمجھ میں نہیں آ رہی تھی وہاں جو افراد حاضر تھے اجتماعی دعا فرمائی اور کمرہ سے باہر آ گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو پہلے ہی سے اپنی وفات کی اطلاع مل چکی تھی۔ اور آپ کو حضور اقدس کا اتنا خیال تھا کہ وفات والے دن بھی آپؓ نے خاکسار۔ دوست محمد الہ دین صاحب و سیٹھ نور محمد الہ دین صاحب کو حضور اقدس کی خدمت میں رقم بھیجنے کے سلسلہ میں وصیت فرمائی۔ جس کو انہوں نے مانا اور حضرت سیٹھ صاحب نے جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا۔ اسی طرح انکم ٹیکس کے سلسلہ میں بھی ان دونوں حضرات کو ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ نابہادر نواب احمد نواز جنگ صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ نور بانی حضرت سیٹھ صاحبؓ کی خدمت میں شروع بیماری ہی سے پاس رہیں۔ بعض اوقات حضرت سیٹھ صاحب ایسا

مرزا مہتاب بیگ صاحبؓ وفات پا گئے

— از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی —

آج رات مرزا مہتاب بیگ صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک بہت نیک اور مخلص کم گو بزرگ تھے۔ قادیان کے زمانہ میں مرزا صاحب صدر انجمن احمدیہ کے صنعتی سکول (درزی خانہ) کے سالہا سال انچارج رہے اور اب کچھ عرصہ ہوا پاسپورٹ حاصل کر کے قادیان کی زیارت کے لئے، قادیان تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں بیمار ہو کر لمبا عرصہ صاحب فراش رہے۔ چند دن ہوئے ان کے لڑکے مرزا عبداللطیف صاحب درویش انہیں بیماری کی حالت میں ربوہ پہنچا گئے تھے۔ چنانچہ آج ان کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم کی دوسری بیوی حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ کی پوتی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم ترین صحابہ میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے اور پسماندگان کا حافظ وناصر ہو۔

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۸/۳/۶۲

ربوہ مورخہ ۱۸ر مارچ کو نماز عصر کے بعد احاطہ مسجد مبارک میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی اور کندھا بھی دیا۔ بعد ازاں مرحوم کی نعش مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں دفن کی گئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے دعا کرائی (الفضل ۲۰/۳/۶۲)

اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ وارفع درجاتہ فی اعلیٰ علیین۔

بقلم۔ حضرت مرزا صاحب مرحوم کے بڑے بیٹے مکرم مرزا عبداللطیف صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ خلافت اولیٰ کے عہد خوشتر میں بتاریخ ۱۳ر اپریل ۱۹۱۳ء حضرت مرزا صاحب مرحوم شہر سیالکوٹ سے جہاں کے آپ باشندہ تھے مع اہل وعیال ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے اور وہاں ہی جگہ ٹیلرنگ کا کام کرتے رہے تاآنکہ تقسیم ملک کے وقت قادیان کی بیشتر احمدی آبادی کے ساتھ آپ کو بھی اضطراراً یہاں سے جانا پڑا۔ باایں ہمہ قادیان سے آپ کی محبت اور تعلق کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت آپ نے اپنے بڑے لڑکے کو بطور درویش قادیان قیام کرنے کیلئے چھوڑا۔ بعدہٗ جب بھی قادیان آنے کی صورت نکلی آپ زیارت مقامات مقدسہ کیلئے بڑی چاہ سے تشریف لاتے۔ اسی جذبہ کے ماتحت آپ امسال قادیان کے سالانہ جلسہ سے چند روز قبل ۱۲/۱۲/۶۱ کو پاسپورٹ پر تشریف لے آئے مگر آتے ہی پہلے شدید بخار میں مبتلا ہو گئے اور جلسہ میں حاضری سے بھی معذور رہے بعدہٗ بندش پیشاب کی شدید تکلیف ہوئی جس پر انہیں بٹالہ ہسپتال میں لے جا کر اپریشن کرانا پڑا۔ اپریشن کی تکلیف کو آپ نے بڑے صبر اور استقلال سے برداشت کیا اور قدرے افاقہ ہو جانے پر آپ اپنے بیٹے کے ہمراہ مورخہ ۶/۳/۶۲ کو واپس ربوہ تشریف لے گئے جہاں چند روز بعد داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ادارہ بدر ان ہو جہ پر اپنے درویش بھائی مکرم مرزا عبداللطیف صاحب سے بالخصوص اور آپ کے جملہ دیگر لواحقین اور پسماندگان سے بالعموم دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور آپ کے درجات بلند کرے اور آپ کے تمام اہل وعیال کو مرحوم کے نیک نمونہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے آمین۔

بیٹھے وہ کوشش فرماتے تو ہم سب یہ سمجھتے کہ شاید آپ کو کوئی تکلیف ہو رہی ہے۔ جب اس عاجز نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ بیٹھیں گے تو فرمایا نہیں۔ آپ کی نظر اکثر قبلہ کی طرف رہتی اور فرماتے "کہ میں شام کو آؤں گا یا مغرب کو آؤں گا۔ سحری کروں گا اور روزہ رکھوں گا" یہ سب غائب کی باتیں ہماری سمجھ سے باہر تھیں۔ اس دوران میں کبھی کبھی غنودگی کی سی کیفیت بھی طاری ہوتی اور پھر ہوش آ جاتا بھی آ جاتی۔ آپ کی لڑکیاں پاس ہی بیٹھی تھیں فرمایا دعائیں پڑھو مگر آپ کا اشارہ شاید کوئی جامع دعا کی طرف تھا۔ آپ نے اپنے پوتے حافظ صالح محمد الہ دین صاحب جو آجکل امریکہ میں زیر تعلیم ہیں ان کا نام لیا۔ مجھے حافظ صالح محمد الہ دین صاحب کی والدہ محترمہ سے معلوم ہوا کہ آپ بعض دینی باتیں حافظ صالح محمد صاحب سے کرنا چاہتے تھے۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ معلوم نہیں وہ کب آئیگا) شام کو بعد نماز عصر آپ کے ایک داماد محترم رشید الدین خان صاحب فرزند نواب اکبر یار جنگ مرحوم نے یہاں کے مشہور ڈاکٹر عبد اللطیف کو بلوایا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ چونکہ پیٹ میں دو دن سے کچھ نہیں۔ اسلئے بذریعہ انجیکشن گلوکوز دیا جائے ممکن ہے اس سے حالت بھی بہتر ہو جائے چنانچہ مغرب کے قریب انہوں نے اپنے کمپونڈر کو بھیجدیا۔ امداد کس نے سوئی چڑھائی ہی تھی کہ کچھ ستے محسوس ہوئی اور سوئی کو نکالنا پڑا۔ پھر دوبارہ کچھ کچھ بے خیالی آنے لگی۔ اور پھر آپ نے "اللہ" کہا اور اپنے پیر خود بخود سیدھے کر لئے۔ منہ اور آنکھیں معمولی سے بند کریں۔ اور آپ کی روح سات بجکر پانچ منٹ پر پرواز کر گئی۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کے عزیز و اقارب سب ہی جمع ہو گئے تھے۔ البتہ آپ کے فرزند سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب کی اہلیہ اور اُن کے لڑکے اور لڑکیاں کوئی حاضر نہ تھے۔ کیونکہ بعض پاکستان گئے ہوئے تھے اور بعض امریکہ میں زیر تعلیم ہیں۔ سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب نے منہ کو اور پیروں کو باندھا۔

اس کے بعد جماعت میں اطلاع دیدی گئی لوگ اس خبر کو سنتے ہی آنے لگ گئے اور تاریخ کے لئے پروگرام بنایا گیا۔ اور نائب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد جناب غلام قادر صاحب خرق و مبلغ سلسلہ کے مشورہ سے ۲۷ تاریخ کو ایک بجے جنازہ لے جانے کا وقت مقرر کیا گیا۔

۲۷ فروری ۱۹۶۲ء کو تقریباً گیارہ بجے آپ کو غسل کے لئے آپ کے کمرے حمام میں لے جایا گیا۔ اور غسل دیا گیا۔ اس وقت جناب غلام قادر صاحب خرق نائب امیر سکندرآباد۔ جناب احمد حسین صاحب نائب امیر حیدرآباد۔ سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب۔ محمد ابراہیم خان صاحب قائد خدام الاحمدیہ سکندرآباد۔ محمد صادق قائد خدام الاحمدیہ حیدرآباد۔ جناب بشیر احمد صاحب قمیر آباد۔ خاکسار موجود تھے۔ غسل دینے کے بعد آپ کو ساتھ والے کمرے میں کفن پہنایا گیا۔

بارش میانہ کا انتظام تھا اور کرسیاں رکھدی گئی تھیں۔ احباب جماعت اور عزیز و اقارب کے علاوہ بلا امتیاز مذہب ملت لوگوں کی کافی تعداد جمع تھی۔ تقریباً ایک بجے آپ کا آخری دیدار کرایا گیا۔ اور احباب ایک قطار سے ہوتے ہوئے مسجد میں داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے جو سیٹھ صاحب کے دفتر کا راستہ ہے باہر چلے جاتے تھے۔ چوہدری مبارک علی صاحب انچارج مبلغ سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جنازہ کندھوں پر ہی قبرستان لے جایا گیا۔ جو تقریباً ۱½ میل ہے اور وہاں آپ کے جسم مبارک کو تابوت میں رکھ کر امانتاً دفن کر دیا گیا۔ تدفین کے بعد مولوی چوہدری مبارک علی صاحب نے پُرسوز اور لمبی اجتماعی دعا فرمائی۔ اس موقعہ پر نائب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد کی مشورہ سے ایک اعلان کیا گیا کہ ۲۸ فروری ۱۹۶۲ء کو بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد الہ دین بلڈنگ میں ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ چنانچہ جلسہ زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ منعقد ہوا۔ جس میں سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب بشیر حسین صاحب ایڈوکیٹ۔ مولوی سراج الحق صاحب اور چوہدری مبارک علی صاحب نے تقاریر کیں جن میں مرحوم کے مناقب بیان کئے گئے۔ اس موقعہ پر جماعت کی عورتوں کے علاوہ غیر احمدی عورتیں بھی جمع تھیں۔ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ اس موقعہ پر افطاری کا بھی انتظام تھا۔ حاضرین نے با جماعت نماز مغرب ادا کی۔ اور اس کے بعد لوگ تشریف لے گئے۔

حضرت سیٹھ صاحبؓ کی وفات کے فوراً بعد حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور امیر جماعت احمدیہ قادیان و دیگر عزیز و اقارب کو بذریعہ تار اس افسوسناک خبر کی اطلاع پہنچائی گئی۔ نیز آپ کی نعش چونکہ ربوہ میں منتقل ہونی تھی انہیں بذریعہ ٹرنک کال اطلاع دی گئی۔ لہٰذا ۲۷ فروری کو وہ اور اُن کے بھائی جناب امیر علی رحمت اللہ صاحب ہوائی جہاز سے پہنچ گئے

اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت سیٹھ صاحبؓ نے اڑھائی سو روپیہ کی رقم جناب سیٹھ صاحب علی محمد الہ دین صاحب کے پاس رکھی تھی جس کا علم عاجز کے سوا کسی کو نہیں تھا۔ چنانچہ اسی رقم سے "تکفین و تدفین" کے اخراجات کئے گئے۔ جس کا سارا انتظام نائب امیر سکندرآباد غلام قادر صاحب خرق نے کیا تھا۔ اپنے امانتاً دفن کیا جانے کے لئے صندوق سیٹھ صاحب نے بہت عرصہ پہلے ہی تیار کروا کر رکھا ہوا تھا۔ ان تمام حالات پر غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیٹھ صاحبؓ کو اپنی وفات کا پہلے ہی علم ہو چکا تھا۔ تقریباً ایک ماہ پیشتر خلاف توقع آپ نے اپنی لڑکی محترمہ زینب بیگم محمود الحسن صاحب دعاگو کو بلوا لینے پر فوری رضامندی کا اظہار کی۔ اگرچہ طبیعت اُس وقت بھی کچھ ناساز تھی۔ نیز آپؓ نے ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء کو عبد الحمید نامی شخص کو جو مساج کرتا اور نہلاتا ہے فرمایا کہ آج مجھے اچھی طرح نہلا لیا جائے۔ انشاء اللہ آئندہ نہلانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

اس موقعہ پر اہلیہ صاحبہ سیٹھ صاحب اور آپ کی صاحبزادیاں اور آپ کے دونوں لڑکوں نے صبر کا انتہائی نمونہ پیش کیا جو نمایاں شان کا تھا۔ محترمہ بیگم صاحبہ سیٹھ صاحبؓ نے اس موقع پر مرنے جانے والوں کو یہ کہتے ہوئے صبر کی تلقین فرمائی تھی کہ اب وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں پہونچ چکے ہیں۔ اور اب وہ وہاں سے ہمارے لئے دعائیں کریں گے۔ حضرت سیٹھ صاحب کا وجود یہاں کی جماعت (سکندرآباد اور حیدرآباد) کے لئے اور ان کے خاندان بلکہ ساری جماعت کے لئے ایک بابرکت اور قابل فخر وجود تھا۔ اگرچہ جسمانی رنگ میں وہ ہم سے جدا ہو گئے ہیں مگر احباب دعا فرمائیں کہ وہ برکات جو حضرت سیٹھ صاحبؓ کی وجہ سے یہاں کی جماعت کو افراد ان کے خاندان کو بلکہ ساری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔ ان کا آئندہ بھی تسلسل جاری رہے۔ اور ہم ان کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بن سکیں۔

(بقیہ صفحہ ۶)

...میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند ایک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور وہ بڑھے گا۔ اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

(باقی)

منقولات

"بزرگوں کا احترام"

بلا تبصرہ۔ ماہنامہ تحریک (دہلی) میں مدیر تحریک مسٹر گوپال میتل کے قلم سے:-

"پورے ۴۰ سال سے نعروں اور اپدیشوں کے زور سے ہندو مسلم اتحاد کی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ اور یہ کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ کیوں نہ اب ایک نیا طریق کار آزما دیکھیں؟ اس طریق کار کا تقاضا یہ ہوگا کہ ہم دوسروں سے مطالبے کرنے کے بجائے اپنی طرف سے مثال قائم کریں .... کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کا جو بھی نعرہ بلند کیا جاتا ہے اس میں صرف مسلمانوں ہی سے اپنا طرز عمل بدلنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کیا ان سے یہ مطالبہ کرنیکی بجائے کہ وہ ہندوستان کے بزرگوں کا احترام کریں ان کے بزرگوں کا احترام کر کے ایک عمدہ مثال قائم کرنا زیادہ مستحسن نہ ہو؟"

(بحوالہ صدق جدید لکھنؤ ۱۶/۲/۶۲)

اذکروا موتاکم بالخیر

جناب احمد خان صاحب بجلی مرحوم ساکن باندہ کا ذکر خیر

(از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ مقیم شیموگہ (میسور سٹیٹ))

ضلع رتناگیری جو کہ سابق صوبہ بمبئی میں ہے بہت تھوڑے احمدی پائے جاتے ہیں۔ ضلع رتناگیری سے احمدیت کو جتنے نفوس ملے خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کے سب سلسلہ کے فدائی ثابت ہوئے احمد خان صاحب بجلی مرحوم کو سنہ ۱۹۲۶ء میں جناب محمد حکیم صاحب آف وینگورلہ ضلع رتناگیری کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرحوم بہت غریب الطبع اور سادہ مزاج تھے ہمیشہ متبسم اور شگفتہ نظر آتے چہرہ پیرانہ سالی کے باوجود بہت بارونق اور مومنانہ تھا۔ باندہ کے قریب پالوسہ نامی گاؤں میں اپنی زمینوں میں رہا کرتے تھے۔ قرب وجوار میں اپنے نیک نمونہ، غریب پرور طبیعت، مہمان نوازی اور دیگر اخلاق حسنہ کی وجہ سے مشہور تھے۔

پہلی ملاقات مرحوم سے سنہ ۴۸ء میں سندگرگ میں ہوئی۔ جہاں آپ اپنے داماد کے ہاں بغرض تبلیغ فروکش تھے۔ آپ کا پیشہ زراعت تھا۔ زراعت بڑی محنت اور صلاحیت سے کرتے۔ اُن کے کھیت اُن کی محنت شاقہ کی وجہ سے نہایت بارونق نظر آیا کرتے تھے۔ جب زراعت سے کچھ فراغت کی گھڑیاں مل جاتیں تو اپنی بساط کے مطابق اُنہیں تبلیغ میں گذارتے۔ آپ نے اسی سال سے زائد عمر پائی۔ مگر آخر عمر تک آپ کو بیکار بیٹھنے سے نفرت تھی۔ سلسلہ کے مبلغوں اور جماعت کے تبلیغ کرنے والے افراد کو بہت چاہتے تھے۔ تعلیم معمولی تھی۔ لیکن مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ سیرت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم و سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دائمی مطالعہ آپ کی غذا تھی۔ ایک ایک واقعہ بڑے مزے لے لے کر پڑھتے اور محبت سے آنسو بہاتے۔ اخبار بدر اور الفضل کا مطالعہ ہوش وحواس قائم رہنے تک جاری رکھا۔ نمازوں میں عاشقانہ انداز تھا۔ کئی مرتبہ خاکسار نے اُن کو نمازیں ادا کرتے دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا اپنے خدا تعالیٰ سے مناجات میں مصروف ہیں درد اور سوز میں ڈوبی ہوئی اُن کی آواز ابھی کانوں میں گونج رہی ہے تبلیغ کے وقت کبھی کسی کا خوف اور کسی سے حجاب مطلق نہ تھا۔ عجب دیوانگی تھی

اور یہی کھانے کے مگر متبسم نظر آتے اور خوش ہوتے جن لوگوں سے ماریں کھاتے اُن کو اپنے ہاں دعوتوں میں خاص طور پر بلاتے۔ لوگ کہتے عجب دیوانہ ہے۔ جن سے ماریں کھاتا ہے ان کو بار بار کر محبت سے کھانا کھلاتا ہے۔

مجھے ایک دفعہ اپنے بمبئی کے تقرر کے ابتدائی زمانہ میں جبکہ مجھے مرہٹی زبان سے مطلق کوئی واقفیت نہ تھی باندہ جانے کا اتفاق ہوا۔ موسلا دھار بارش کی وجہ سے باندہ کے راستے مسدود تھے۔ چاروں طرف پانی کا سمندر حائل تھا۔ راستے کا پتہ نہ چلتا تھا۔ میں بیکسی کے عالم میں تنہا کھڑا تھا کہ ایک کمبل پوش دھن کر میرے پاس آکر اپنی شکستہ کوکنی زبان میں پوچھنے لگا کہ آپ کہاں جائیں گے۔ میں نے اُسے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں سمجھانا چاہا۔ مگر وہ نہ سمجھا۔ آخر اس کی زبان سے "بجلی" کا لفظ نکلا تو میں نے اشارہ سے سمجھایا کہ بجلی صاحب یعنی مرحوم احمد خان صاحب بجلی کے ہاں جانا چاہتا ہوں۔ اُس کے بعد وہ شخص آگے بڑھا اور میرا سامان مجھ سے لے کر وہاں سے جنوں کی طرح پانی میں سے مجھے اُٹھا کر پتہ نہیں کس کس راستہ سے گھومتا ہوا مرحوم کے مکان پر لے گیا غرضیکہ اُس تنہائی اور بیکسی کے عالم میں جبکہ میں بے بس کھڑا تھا کہ کہاں جاؤں اور کہاں نہ جاؤں اور کچھ معلوم نہ تھا۔ اُس اجنبی کی زبان سے بجلی کا لفظ میرے لئے برق رفتار سواری کا کام دے گیا (اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں ہوں اس مرد مرحوم پر)

سنہ ۴۹ء میں مرحوم کو قادیان جانے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے مشرف ہونے کا موقع ملا۔ اُس کے بعد تو قادیان کا لفظ ہمیشہ ورد زبان رہنے لگا۔ اپنے نام کے ساتھ قادیانی کا لقب استعمال کرتے اور کہتے کہ یہ نام کیسا پیارا ہے۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد مرحوم کی بے حد مخالفت ہوئی۔ ہر طرح سے مرحوم کو ستایا گیا۔ مرحوم کی جن بیٹیوں کے رشتے بیعت سے قبل غیر احمدیوں سے ہو چکے تھے۔ اُن کو کالمعلقہ چھوڑ دیا گیا یا طلاقیں دے دی گئیں۔ مگر ان باتوں کا مرحوم کی طبیعت پر مطلق کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ مرحوم چٹان کی طرح احمدیت پر قائم رہے۔

اسی طرح احمدیت قبول کرتے وقت محض جھگڑے سے بچنے کی خاطر اپنی تمام مقبوضہ و مملوکہ زمین جو بہت زرخیز اور قیمتی زمین تھی اپنے غیر احمدی مخالف بھائی کو مفت دے دی

نظام سلسلہ کا اُن کی سادہ طبیعت پر بے حد احترام تھا۔ ایک دفعہ اُن کا ایک تنازعہ خاکسار کے پاس فیصلہ کے لئے فریق ثانی یعنی مرحوم محمد حکیم صاحب کی مرحومہ کی بیوی نے پیش کیا۔ اس معاملہ میں مرحوم نے اتنی صاف دلی سے اپنے خلاف فیصلہ قبول کیا کہ فوراً جو رقم اُن کے ذمہ نکلی وہ ادا کر دی۔ اور اتنی جلدی صلح کر لی کہ گویا آپ صلح ہی کے لئے بیتاب تھے۔

خاکسار سے آخری ملاقات گذشتہ دورہ میں ماہ اکتوبر سنہ ۶۱ء کے آخر میں ہوئی ملاقات کے وقت خاکسار کو یہ احساس ہونے لگا کہ شاید یہ آخری ملاقات ہے۔ مرحوم اور مرحوم کے فرزند اکبر کے دل میں اُس وقت یہی تمنا پائی کہ اس علاقہ میں احمدیت کی اشاعت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ جلد سامان پیدا فرمائے۔ مرحوم بستر علالت پر تھے۔ بظاہر ہوش و حواس درست معلوم ہوتے تھے۔ مگر مجھے پہچان نہ سکے۔ فردوس پہاڑی کے بعد یہ ملاقات ہوئی تھی۔ مجھ سے فرماتے تھے کہ لیکن سلسلہ کے کارکن مجھے ملے بغیر چلے جاتے ہیں۔ مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ حکیم محمد دین

خاکسار ہمیشہ محبت ملاقات کئے بغیر نہیں جاتے تھے۔ اس سے خاکسار کو اندازہ ہوا کہ مرحوم کے دل کا اصرار یاد تو آتی ہے۔ مگر مرحوم کے ہوش وحواس متاثر ہیں اور مرحوم مجھے حقیقتاً پہچان نہیں سکے۔ خاکسار نے مرحوم کی یاد میں چند متفرق باتیں سپرد قلم کی ہیں۔ تاکہ قارئین کرام کی خدمت میں گذارش کر سکوں کہ سلسلہ کے ایسے فدائی کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ نیز اُن کے پسماندگان کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اپنے بزرگ کے نقش قدم پر چل کر دین کے سچے اور مخلص فدائی بننے کی توفیق بخشے۔ اور مولا کریم مرحوم کی دینی تڑپ اور تبلیغی تمناؤں کو اس علاقہ میں احمدیت کی ترقی کے ذریعہ جلد از جلد پورا فرمائے آمین اللّٰھم آمین۔

نوٹ۔ چونکہ باندہ میں صرف چار پانچ افراد ہی احمدی ہیں جو مرحوم کے جنازہ میں شریک ہو سکے۔ اس لئے تمام جماعتوں سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھ کر عنداللہ ماجور ہوں۔

درخواست دعا۔ گذشتہ سال انہیں ایام میں پریشانیوں کے باعث کئی ماہ تک بستر علالت پر رہا۔ اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کی تھی اب آنکھ کے اپریشن کی وجہ سے بیمار ہوں۔ جملہ بزرگان سلسلہ و درویشان کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

احقر فضل الرحمن جماعت احمدیہ کٹک امیر اڑیسہ

درویش فنڈ

آج سے چند سال قبل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بعض غیر معمولی مستقل اخراجات کو پورا کرنے کے لئے "درویش فنڈ" کا آغاز کیا گیا تھا۔ ابتداء میں احباب جماعت نے اس تحریک میں کثیر رقوم ارسال فرمائیں۔ لیکن بعد میں اس کی آمد میں کمی ہونی شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ گذشتہ سالوں میں اس کی آمد بالکل برائے نام رہ گئی۔ حالانکہ خرچ کی ضروریات برابر ہیں۔ اور ان میں قدرے اضافہ بھی ہوا ہے اگر احباب آبادی مرکز کی اہمیت کو سمجھتے تو اس مد میں اضافہ ہونا یقینی تھا۔

گذشتہ سال سے اضافہ چندوں کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک تاکیدی ارشاد کے مطابق اس تحریک کا آغاز از سر نو کیا گیا۔ امسال اس مد میں مبلغ سولہ ہزار روپے متوقع آمد کی گنجائش رکھی گئی تھی اور امید کی گئی تھی کہ احباب مرکز کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی اور تعاون کا ثبوت دیں گے۔ چنانچہ تمام جماعتوں میں ایک تحریک بذریعہ خطوط و اخبار و انسپکٹران بیت المال کی گئی اور تاحال کی جا رہی ہے

نصف مارچ تک جبکہ اس مالی سال کے ساڑھے دس ماہ گذر چکے ہیں۔ تدریجی طور پر اب تک کم از کم مبلغ چودہ ہزار روپے ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن وصولی کی میزان دس ہزار روپے سے بھی کم ہے

مندرجہ بالا پوزیشن سے ظاہر ہے۔ کہ ابھی اس بابرکت تحریک میں کس قدر کمی ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کس قدر مزید قربانی اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جن احباب نے تاحال اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ ان کو چاہیئے کہ فوری طور پر اس مد میں چندہ ادا کر کے بقیہ کمی کو پورا کر دیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضل سے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

مالی سال کا آخری سوا مہینہ

موجودہ مالی سال کے پونے گیارہ ماہ گذر چکے ہیں اور اب صرف سوا ماہ باقی رہ گیا ہے۔ جملہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ، وصولی اور بقایا کی پوزیشن کے متعلق مقامی سیکرٹریان ان کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے اطلاع بھجواتے ہوئے تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ وصولی چندہ میں کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ کریں۔ اور جن احباب جماعت کے ذمہ بقایا چندہ قابل ادا ہے۔ ان سے وصولی کر کے مرکز میں ارسال کریں۔ اب چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد درکار ہے۔ کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بھی بہت دخل ہے۔ اگر عہدیداران خود اپنا عمدہ نمونہ پیش کریں اور موثر رنگ میں دوستوں کو تحریک فرمائیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری کوشش نہیں فرمائی ان کو اب خاص طور پر توجہ فرما کر حقوق ادائیگی زلیغہ کر کے عند اللہ ماجور اور اس کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل ارشاد احباب و عہدیداران کی آگاہی و یاددہانی کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔

فرمایا کہ

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں ہوں کہ وعدہ کو لکھوا دیا اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہے یاددہانیاں کرائی جا رہی ہیں۔ اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہیں۔ اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے۔۔۔۔۔

تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی انابت ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دے گا۔"

پھر فرمایا کہ

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمے بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔۔۔۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ ان کی مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہوتا ہے۔"

پھر فرمایا کہ

"جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقع پر بھی دوستوں سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی وعدوں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن من اور دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگا کر شروع کر دیں۔"

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے کہ حضور افراد جماعت کو دنیا پر دین کو مقدم رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ احباب جماعت باوجود اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات اور مشکلات کے اپنے ذمہ کے لازمی چندہ جات کو سو فیصدی ادا کریں۔

اگر ہماری جماعت کے تمام دوست اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے احباب کی ذاتی اور خاندانی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے خود دور فرما سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دوست مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھائیں۔

عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جماعت کے افراد پر ان کی ذمہ واری واضح کرتے ہوئے سو فیصدی چندوں کی وصولی میں تعاون فرمادیں۔

ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے تا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل ہو۔ اس کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق پیدا ہو اس کی رضا جوئی حاصل ہو۔ ایثار و قربانی کا مادہ پیدا ہو۔ حرص و بخل کی بیخ کنی ہو۔ زکوٰۃ دینے سے اموال میں کمی نہیں آتی۔ البتہ زکوٰۃ سے اموال میں برکت اور تزکیہ نفوس ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کا بدل کوئی چندہ نہیں۔

زکوٰۃ کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائی جائیں۔

ناظر بیت المال قادیان

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

یہ تقرر یکم مئی ۱۹۶۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۶۵ء تک کیلئے ہوگا

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت جے پور (راجستھان)

۱۔ پریذیڈنٹ ۔ مکرم ڈاکٹر محمد لطیف صاحب موتی ڈونگری روڈ ۔ محبوب میڈیکو
۲۔ سیکرٹری مال ۔ " ڈاکٹر محمد سعید صاحب " " " "

جماعت اگوانی ضلع میرٹھ (یو۔پی)

۱۔ پریذیڈنٹ ۔ مکرم منشی قمر الدین صاحب مقدم
۲۔ سیکرٹری مال ۔ " منشی نور الدین صاحب
۳۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت ۔ مکرم حکیم عبد القدوس صاحب

جماعت صالح نگر۔ ڈاکخانہ برور ضلع آگرہ (یو۔پی)

۱۔ پریذیڈنٹ — مکرم منور احمد خاں صاحب
۲۔ سیکرٹری مال — " نور خان صاحب
۳۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت — " بشیر احمد صاحب
۴۔ " تبلیغ — " محمد بشیر صاحب
۵۔ " امور عامہ — " عزیز احمد خان صاحب

پکوڑ ۔ بہار ضلع ڈمکا

۱۔ پریذیڈنٹ — مکرم محمد حنیف صاحب
۲۔ سیکرٹری مال — " عبد المجید صاحب

بلاری ۔ ضلع مونگھیر

۱۔ پریذیڈنٹ — مکرم منظور احمد صاحب
۲۔ سیکرٹری مال — " عثمان احمد صاحب بی۔اے

حیدرآباد ۔ دکن

۱۔ امیر — محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب معرفت احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدرآباد
۲۔ نائب امیر — " احمد حسین صاحب ۔ موسیٰ منزل سیدا باغ حیدرآباد
۳۔ جنرل سیکرٹری — " سیٹھ رشید احمد صاحب ۲۵۹ بی کلاس معظم پورہ حیدرآباد
۴۔ سیکرٹری تبلیغ — " مولوی محمد صادق صاحب
۵۔ " تعلیم و تربیت — " میاں شمس الدین صاحب
۶۔ " امور عامہ — " سیٹھ حمید احمد صاحب
۷۔ " وصایا — " مرزا احمد اللہ بیگ صاحب
۸۔ " مال — " احمد حسن صاحب
۹۔ " ضیافت — " سیٹھ رشید احمد صاحب
۱۰۔ " جائیداد — " اکبر حسینی صاحب
۱۱۔ " تحریک جدید — " اعجاز حسین صاحب
۱۲۔ " وقف جدید — " یوسف حسین صاحب
۱۳۔ آڈیٹر — " عبد الرشید خاں صاحب
۱۴۔ قاضی — " محمد عبد اللہ صاحب بی۔ایس۔سی۔

نوٹ :۔ جملہ مبلغین و معلمین و انسپکٹران سلسلہ و صدر صاحبان کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں کا انتخاب جلد از جلد کرا کر ارسال فرماویں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

وصـــــــایا

مندرجہ ذیل وصایا شائع کی جارہی ہیں اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

نمبر ۱۳۲۹۲ میں محمد ادریس ولد محمد اسمٰعیل صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ یادگیر ضلع گلبرگہ صوبہ میسور اسٹیٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ر جون ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میں اپنی والدہ صاحبہ محترمہ کی طرف سے قائم کردہ کارخانہ بیڑی فیکٹری میں کام کرتا ہوں اور بطور معاوضہ ۱۲۵/- روپیہ ماہوار روپے اٹھاتا ہوں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میری آمد میں اضافہ ہو یا کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دوں گا۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی انجمن وارث ہوگی۔ اور جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں وہ میری وصیت سے منہا ہوگی۔ العبد خاکسار محمد ادریس احمدی گواہ شد محمد امام عوزی احمدی کارخانہ بیڑی ۵۰۱ مارک یادگیر علاقہ میسور۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل فاضل وکیل یادگیر سیکرٹری بیت المال جماعت احمدیہ یادگیر

نمبر ۱۳۲۹۳ میں عائشہ صدیقہ بنت محمد اسمٰعیل صاحب وکیل قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال بتاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حال حیدر آباد ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد علاقہ حیدر آباد بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ر اگست ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

اس وقت میری کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی میری کوئی ماہوار آمد ہے، لیکن میں یہ وصیت کرتی ہوں کہ آئندہ اگر کوئی میری ماہوار آمد ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کو بھی صدر انجمن احمدیہ میں پیش کرتی رہوں گی۔ میری وفات پر جو میری جائیداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ وصیت میں بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتی ہوں۔ فقط الامۃ عائشہ صدیقہ ۹ر اگست ۱۹۶۱ء متعلمہ گرلز کیتھل انسٹیٹیوٹ حیدر آباد پوسٹ جیز کی درجہ اول۔ گواہ شد محمد عبدالحی امیر جماعت احمدیہ یادگیر۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل فاضل وکیل یادگیر سیکرٹری بیت المال جماعت احمدیہ یادگیر۔

نمبر ۱۳۲۹۵ میں اختر حسین امیر ولد خضر محمود صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت اگست ۱۹۵۲ء ساکن شموگہ۔ ڈاکخانہ شموگہ ضلع شموگہ صوبہ میسور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۹/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں رہیں کرایہ کے مکان میں گزارہ کرتا ہوں۔ میرا گزارہ اپنی ماہوار آمد پر ہے جو مجھے اس وقت تجارت وغیرہ روپیہ ۲۰۰ روپیہ ماہوار بیوپار سے حاصل ہوتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد دستخط اختر حسین امیر کریانہ مرچنٹ گاندھی بازار شموگہ۔ گواہ شد سراج الحق انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان حال وارد شموگہ ۱۸ ۹/۶۱۔ گواہ شد ولی الدین مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ شموگہ ۱۸ ۹/۶۱

نمبر ۱۳۲۹۷ میں عبداللطیف احمدی ولد سیٹھ محمد عبدالحی صاحب احمدی قوم سیٹھ پیشہ تجارت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ یادگیر ضلع گلبرگہ شریف صوبہ میسور سٹیٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ر اگست ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میں اپنے والد محترم سیٹھ عبدالحی صاحب کی طرف سے ان کے قائم کردہ کارخانہ ۵۰۱ مارک بیڑی فیکٹری میں کام کرتا ہوں۔ اور بطور معاوضہ ایک سو پچاس روپیہ ۱۵۰/- روپیہ ماہوار اٹھاتا ہوں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میری آمد میں اضافہ ہو یا کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دوں گا۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد میری ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی انجمن وارث ہوگی۔ اور جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں وہ میری وصیت سے منہا ہوگی۔ فقط العبد محمد عبداللطیف احمدی کارخانہ ۵۰۱ مارک بیڑی فیکٹری یادگیر مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۶۱ء بروز جمعہ۔ گواہ شد محمد عبدالحی احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ یادگیر ضلع گلبرگہ میسور سٹیٹ۔

نمبر ۱۳۲۹۸ میں دُلہن بی بی زوجہ محرم خان صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع پوری اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۸/۶۱ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:-

- نمبر۱ زرعی زمین چار بیگہ قیمتی اندازاً ۲۰۰۰/- روپے (دو ہزار روپے)
- نمبر۲ ہار طلائی وزنی ایک تولہ قیمتی ۱۴۰/- (ایک سو چالیس روپے)
- نمبر۳ رہائشی مکان جس کا رقبہ ۷ ار ڈیسی مل ۱۰۰/- قیمتی اندازاً (ایک صد روپیہ)
- نمبر۴ حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۵/- (پانچ صد پانچ روپیہ)

مکان کا حدود اربعہ مندرجہ ذیل ہے:-

مشرق مچھلی پیرہ۔ مغرب کنانی پیرہ۔ جنوب سرکاری رستہ۔ شمال کنڈوری پرسٹی۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اگر کسی وقت کوئی مزید جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ یا اگر بوقت وفات اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں ہے۔ صرف زرعی زمین کی پیداوار ہے۔ جس کی دسویں حصہ ہر سال ادا کرتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ اگر کسی وقت کوئی آمد ہوگی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جائیداد کی وصیت ۱/۱۰ حصہ میں بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر قائم رہنے کی توفیق دے۔ الامۃ دُلہن بی بی دستخط (محرم خان) موصیہ کا شوہر بزبان اڑیہ گواہ شد انیس الرحمٰن خان احمدی ڈاکخانہ کیرنگ کیرنگ ضلع پوری اڑیسہ ۱۶ ۸/۶۱ گواہ شد چوہدری مسکین خان احمدی کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع پوری اڑیسہ ۱۶ ۸/۶۱

نمبر ۱۳۳۰۵ میں عبدالغنی ولد حسن محمد صاحب قوم مسلمان پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چنتہ کنٹہ خورد ڈاکخانہ چنتہ کنٹہ خورد ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ر جولائی ۱۹۶۱ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے مجھ کو بذریعہ تجارت ماہانہ ۱۰۰/- مبلغ ایک سو روپیہ آمدنی ہورہی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں نیز اگر اس کے بعد میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں یا آمدنی میں اضافہ ہو تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی رہے گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد متروکہ ثابت ہو اس جائیداد کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۲۲ر جولائی ۱۹۶۱ء۔

العبد دستخط محمد عبدالغنی ساکن چنتہ کنٹہ خورد۔ گواہ شد محمد عبدالمنان احمدی ساکن چنتہ کنٹہ خورد۔ گواہ شد حسن محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ خورد

نمبر ۱۳۳۱۱ میں سلیمہ اختر زوجہ چوہدری عبدالسلام صاحب درویش پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ر ستمبر ۱۹۶۱ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

- نمبر۱ حق مہر آٹھ سو روپیہ جو بذمہ خاوند ہے
- نمبر۲ زیورات مندرجہ ذیل ہیں (ل) کانٹے طلائی وزنی قریباً ایک تولہ جس کی قیمت موجودہ ریٹ کے حساب سے ۱۲۰/- روپیہ ہے۔

یعنی میری کل جائیداد مالیتی ۹۲۰/- روپیہ ہے (نو سو بیس روپیہ) میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب کرتی ہوں۔ نیز وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات کے وقت جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب ہوگی۔ میری اس وقت کوئی آمد ماہوار نہیں ہے۔ اگر میں آئندہ کوئی آمد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامۃ موصیہ سلیمہ اختر ۹/۶۱ ۱۱ گواہ شد عبدالسلام درویش خاوند موصیہ قادیان۔ ۱۱ ۹/۶۱۔ گواہ شد فیض احمد گجراتی درویش قادیان۔

درخواست دعا۔ خاکسار کافی عرصہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ اور اب بھی بیمار ہے۔ ادھر میرا سالانہ امتحان بی۔ اے۔ بی کا عنقریب ہونے والا ہے۔ کامل شفا پانے اور امتحان میں اچھا کامیاب ہونے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار صدیق احمد ابن مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی

انڈر اس۔

قادیان میں سروودے لیڈر شری کانتے جی آپٹے کی آمد

(بقیہ صفحہ اوّل)

جوں جوں دنیا اس تحریک میں شامل ہوتی جائے گی۔ اسی کے مطابق چندری نسلوں کے بعد ساری دنیا کی زمین محتاجوں اور قابل امداد افراد کے مصرف میں آ جائے گی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے کہا: ہمارے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ خدا کا ایک بندہ اس بڑھاپے میں تکلیف اُٹھا کر بھودان تحریک کے کام میں لگا ہوا ہے۔ وہ قادیان بھی تشریف لائے ہیں ہم سمجھتے ہیں جس بڑے روحانی انقلاب کے لئے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ اس زمانہ میں مبعوث ہوئے خدا تعالیٰ دنیا کے دلوں کو اسکے لئے تیار کر رہا ہے اور اسکے لئے مختلف قسم کے اسباب پیدا کر رہا ہے۔ سروودے تحریک کے بانی بھی اُسی جذبۂ خدمت خلق کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ جو ہماری طرف سے بھی بہترین شکریہ کے حقدار ہیں۔ انسان کے ہمدرد کو دنیا کی داد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ خدا خوش ہو جائے جب اس کی نیت اس طور پر درست ہو جاتی ہے تو اس کی کامیابی بھی یقینی ہے۔

آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے مکرر طور پر سنت جی کا احمدیہ محلہ میں تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ اسلامی لٹریچر آپ کی خدمت میں مطالعہ کی غرض سے پیش کیا جسے آپ نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا۔ اور مطالعہ کا وعدہ کیا۔

ہر دو تقاریر کے بعد معزز مہمان کے اعزاز میں جماعت کی طرف سے ٹی پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں سروودے لیڈر کے ساتھیوں کے علاوہ بعض دیگر غیر مسلم معززین اور جماعت کے سرکردہ افراد نے شرکت کی اور اس طرح آج کے ہمارے معزز مہمان جماعت کا نمایاں اثر لیکر ٹھیک ساڑھے چھ بجے یہاں سے رخصت ہوئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خبریں

چنڈی گڑھ ۲۶ مارچ۔ ڈاکٹر گوپی چند بھارگو وزیر مالیات نے آج اسمبلی اور لیجسلیٹو کونسل میں آئندہ سال کا بجٹ پیش کر دیا۔ ریوینیو بجٹ میں آمدنی کا اندازہ ۷۰ کروڑ ایک لاکھ روپیہ اور خرچ کا اندازہ ۸۷ کروڑ ۱۵ لاکھ روپیہ ہے۔ گویا ریوینیو بجٹ میں ۱۴ لاکھ روپیہ کا گھاٹا ہوگا۔ ریوینیو بجٹ اور کیپیٹل بجٹ کو ملا کر گھاٹا کا اندازہ ۵ کروڑ ۵۵ لاکھ روپیہ ہے۔ جبکہ اس میں سے ایک کروڑ ۲۲ لاکھ روپیہ بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ چند زمروں کے سرکاری زمینوں اور چھنتوں کو مراعات دی گئی ہے۔ سرکاری ملازموں کے لئے زندگی کا بیمہ کرانا لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔

نئی دہلی ۲۶ مارچ۔ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو نے آج راجیہ سبھا میں بتایا کہ بھارت سرکار پنجاب گورنمنٹ کی اس تجویز کو منظور نہیں کر سکتی۔ کہ موضع بسیق اور انگوہ میں نظر بند ہندوستانی باشندوں کو وہاں سے بھیج دیا جائے۔

نئی دہلی ۲۶ مارچ۔ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ بھارت سرکار نے مشرقی پاکستان میں کرنا فلی ڈیم کی تعمیر کے سلسلے میں پاکستان گورنمنٹ سے شدید پروٹسٹ کیا ہے۔ پنڈت نہرو نے اپنے بیان میں کہا کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان یہ سمجھوتہ ہوا تھا کہ اس امر کا تجزیہ کرنے کے لئے کہ کرنا فلی ڈیم کی تعمیر سے ہندوستان کا کس قدر علاقہ زیر آب ہو گیا ہے مناسب سروے کیا جائے گا۔ لیکن پاکستان گورنمنٹ اس قسم

کا سروے کئے بغیر اس ڈیم کو مکمل کر رہا ہے۔ بھارت سرکار کو اس سلسلہ میں مناسب معاوضہ دیئے بغیر ڈیم کی تکمیل پر اعتراض

صوبہ اڑیسہ کی احمدیہ جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل اڑیسہ کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ فرما رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ شروع کیا جا چکا ہے اور نظارت کی طرف سے بذریعہ خطوط صدر صاحبان کو اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ براہ مہربانی احباب جماعت و عہدیداران جلسوں کے انعقاد کی تعمیل از وقت پوری طرح انتظام فرما دیں اور دوست آمد پر جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش فرما دیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تاریخ	آمد در جماعت	تاریخ	روانگی از جماعت	کیفیت
۲۴ مارچ ۶۲ء	بھدرک	۲۷ مارچ	بھدرک	
۲۷ ″	کٹک ۷ بجے شب	۲۸ ″	کٹک	۲۷/۲۸ درمیانی شب قیام کٹک
۲۸ ″	سونگڑہ قبل دوپہر	۳۱ ″	سونگڑہ صبح	
۳۱ ″	کیندراپاڑہ دوپہر	۳ اپریل	کیندراپاڑہ دن کے ۲ بجے	
۳ اپریل	کٹک شام	۴ ″	کٹک صبح	۳/۴ درمیانی شب کٹک
۴ ″	کرڈاپلی قبل دوپہر	۶ ″	کرڈاپلی ″	
۶ ″	پینکال صبح ۹ بجے	۸ ″	پینکال ″	
۸ ″	کوشپلہ ″	۱۰ ″	کوشپلہ ″	
۱۰ ″	کٹک	۱۴ ″	کٹک صبح	۱۱-۱۲-۱۳ قیام کٹک۔ او۔ ایم۔ پی دونوں جماعتیں باہمی مشورہ سے پروگرام طے کر سکتی ہیں۔ نماز جمعہ او۔ ایم۔ پی میں ہوگی۔
۱۴ ″	کیرنگ شام ۴ بجے تک	۱۸ ″	کیرنگ صبح	
۱۸ ″	مانکاگوڈا قبل دوپہر	۲۰ ″	مانکاگوڈا ″	
۲۰ ″	خوردہ	۲۱ ″	خوردہ	
۲۱ ″	سری پار	۲۲ ″	سری پار	
۲۳ ″	بھوبنیشور	—	—	

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ ماہ مارچ ۱۹۶۲ء سے ختم ہے

۲۰۰۶ مکرمی مرزا اظہر بیگ صاحب کشن گنج
۲۰۱۷ ″ محمد عطاء اللہ خاں صاحب سری بار
۱۰۷۲ ″ منشی عبد الحفیظ صاحب کرپل
۱۲۵۴ ″ پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ
۱۹۶۰ ″ محمد بشیر الدین صاحب دوڈھان
۱۱۲ ″ محمد صدیق صاحب کرڈاپلی
۱۹۶۱ ″ ولی محمد صاحب آردنی گھاٹ
۱۳۹۵ ″ سید برہان الدین احمد شاہ صاحب قادری بالاسور
۱۶۴۹ ″ شریف احمد صاحب اکبر پور
۱۲۸۹ ″ سید محمد عقیل صاحب حیدر آباد
۱۸۸۰ ″ این اے ڈار صاحب مرانزا
۱۹۵۷ ″ اللہ دتا صاحب گنتائی افریقہ
۱۴۰۲ ″ ولی محمد صاحب مدراس
۱۷۳۶ ″ قاضی سید مبین صاحب کلم
۲۰۰۰ ″ ملک بشیر احمد صاحب آرہ
۱۹۹۹ ″ محمد احمد صاحب جمشید پور
۲۱۱۶ ″ نکہ ار محمد صاحب سونا گل
۲۱۱۷ ″ بشیر الدین احمد صاحب یادگیر
۲۱۱۸ ″ محمد عبد الباسط حیدر آباد
۲۱۲۱ ″ نواب فلعت اللہ خان صاحب نواب کرنول
۲۱۲۲ مکرمی امیر علی خان صاحب ایڈووکیٹ۔ کرنول
۲۱۲۳ ″ عبد السلام صاحب ″
۲۱۲۴ ″ بشیر احمد صاحب کولگام
۲۱۲۵ ″ حکیم شاہ محمد صاحب قاسم بھیپور
۲۱۲۶ ″ والی علی حسین صاحب کرنول
۲۱۲۷ ″ چوہدری سید محمد صاحب مجیدار شینداڑہ

(مینیجر بدر)